نصاب فارسی

حصّہ دوم

برائے درجہ ہشتم

مولفہ

مولانا سید سبط الحسن صاحب۔ فاضل ادب

سابق لیکچرار فارسی و اردو۔ ایونگ کرسچین کالج الہ آباد

پبلشرز

نند کشور اینڈ برادرس۔ بنارس

نصاب فارسی

حصّہ دوم

اینگلو ورنا کیولر مدارس کے درجہ ہشتم کے لئے

مولفہ

مولانا سید سبط الحسن صاحب۔ فاضل ادب

سابق لیکچرار فارسی و اردو۔ ایونگ کرسچین کالج الہ آباد

پبلشرز

نند کشور اینڈ برادرس۔ بنارس

سنہ ۱۹۳۳ء

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قیمت ۱۰/

باسمہ سبحانہ

دیباچہ

ایک عرصہ سے میرا ارادہ تھا کہ اینگلو ورنا کیولر مدارس کے لئے فارسی کا نصاب استقرائی طرز تعلیم کے بموجب تیار کروں مگر بوجوہ چند یہ ارادہ درجہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا اب اس کی تکمیل نند کشور اینڈ برادرز کی تحریک سے ہوئی اور موجودہ انتخاب کو ٹکسٹ بک کمیٹی کے سامنے پیش کرنے کا موقع ملا اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول ساتویں درجہ کے لئے ہے اور حصہ دوم آٹھویں درجہ کے لئے۔ دونوں حصوں کے خصوصیات حسب ذیل ہیں :-

۱۔ یہ کتاب انگریزی کتب درسیہ کے نمونہ پر تیار کی گئی ہے۔ اس لئے دیگر مروجہ کتب درسی پر فوقیت رکھتی ہے۔

۲۔ اینگلو ورنا کیولر مدراس میں ساتویں درجہ سے فارسی کی تعلیم شروع ہوتی ہے اور یہ مضمون چونکہ طلباء کے لئے بالکل نیا ہے اس لئے انکی استعداد کا لحاظ رکھ کر ابتدائی اسباق ایسے دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں جن سے طلبا کی طبیعت اس مضمون کی طرف راغب ہو۔

۳۔ اس انتخاب میں قدیم مصنفین و شعرا کے علاوہ جدید مستند اہل زبان شعرا اور مصنفین کے کلام کا بھی انتخاب ہے تاکہ طلبا کو جدید فارسی کے سیکھنے کا بھی موقع مل سکے۔

۴۔ سبقوں کی ترتیب میں بھی تدریج کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے یعنی ابتدا میں آسان ہیں اور پھر بتدریج مشکل مضامین کے انتخاب میں اس امر کا خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے کہ کتاب ختم کرنے کے بعد طلبا میں اونچے درجوں کی کتاب سمجھنے کی صلاحیت اور استعداد پیدا ہو جائے۔

۵۔ اسباق اس طرح سے مرتب کئے گئے ہیں کہ قواعد فارسی کے ضروری اصول و گردان وغیرہ بغیر تعلیم قواعد "ٹکسٹ بک" کے ساتھ ہی ساتھ سمجھ میں آتے جائیں اور ہر قسم کے افعال کا فرق اور استعمال ذہن نشین ہو جائے۔

۶۔ نثر کے اسباق حکایات، نصائح آداب و اخلاق، تذکرات تاریخی معلومات دیگر مفید امور پر مشتمل ہیں جس میں فارسی قدیم اور جدید دونوں کا انتخاب ہے۔

۷۔ نظمیں قدیم اور جدید دونوں رنگ کی ہیں جو اخلاقی اور تاریخی مضامین پر شامل ہیں۔

۸۔ ہر سبق کے بعد مشق کے لئے سوالات دے گئے ہیں جن کے حل کرانے سے نہ صرف طلباء کی قابلیت ہی کا اندازہ ہو سکے گا بلکہ اصل سبق اور زیادہ واضح ہو جائیگا۔

۹۔ علم النفس کے اس اہم اصول کی بنا پر کہ "دلچسپ باتیں توجہ کو اپنی جانب

پورا پورا مائل کرتی ہیں اور اسی لئے وہ حافظہ پر مستقل طور پر ثبت ہو جاتی ہیں۔" اس کتاب میں کوئی سبق ایسا نہیں رکھا گیا جو دلچسپی سے خالی ہو۔

۱۰۔ نصاب فارسی حصّہ اول کے تین حصّے ہیں پہلے حصّہ میں مفرد حروف اور روز مرہ کے ضروری چھوٹے چھوٹے جملے ہیں جو قواعد و افعال کے سیکھنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ دوسرے حصّہ میں متفرق جملے و مکالمات اور بیانات ہیں جن میں روز مرّہ کی ضروریات کا ذکر ہے اس حصّہ سے طالب علم کو فارسی میں گفتگو کرنے کی کافی مشق ہو سکتی ہے۔ تیسرے حصّہ میں ضرب الامثال، نصائح ولطائف، حکایات اور نظمیں ہیں اس حصّہ میں جدید فارسی کا کافی مواد ہے۔

۱۱۔ نصاب فارسی حصّہ دوم کے دو حصّے ہیں۔ پہلا حصّہ نثر کا ہے جس میں قدیم و جدید مصنفین کی کتب کا انتخاب ہے دوسرا حصّہ نظم کا ہے اس میں بھی قدیم اور جدید شعرا کے کلام کا انتخاب ہے دونوں حصّوں میں اخلاقی و تاریخی مضامین کا کافی مواد ہے۔

۱۲۔ کتاب کی کتابت وطباعت و کاغذ سررشتۂ تعلیم کے مقررہ قواعد کے مطابق ہے۔ اس کے علاوہ طلاب کی دلچسپی اور فائدہ کے لئے متعدد تصویریں بھی دی گئی ہیں جو کتاب کی باطنی خوبیوں کے ساتھ ظاہری حسن میں چار چاند لگا رہی ہیں۔

ط

میں امید کرتا ہوں کہ فارسی داں حضرات اس کتاب میں دلچسپی لے کر مجھکو امتنان و تشکر کا موقع دینگے۔

"ممکن ہے کہ میری یہ خدمت طلاب کے لئے مفید ثابت ہو"

احقر الزمن
سید سبط الحسن

۱۵۶ - چوک الٰہ آباد

فہرست مضامین نصاب فارسی حصۂ دوم

نمبر	مضامین	صفحہ
	انتخاب از گلستان سعدی	
	۱۔ در سیرت پادشاہان	
۱	حکایت یکے از ملوک خراسان	۱
۲	حکایت سرہنگ زادہ ...	۲
۳	حکایت یکے از ملوک عجم	۳
۴	حکایت پادشاہے کہ با غلام عجمی در کشتی نشستہ بود	۵
۵	حکایت دیگر یکے از ملوک عجم	۶
۶	حکایت ہرمز	۷
۷	حکایت حجاج بن یوسف	۷
۸	حکایت پارسائے نیک نہاد	۸
۹	حکایت درویش مبذر	۹
۱۰	حکایت پادشاہے کہ لشکر را باسختی داشتے	۱۰
۱۱	حکایت وزیر معزول شدہ	۱۱
۱۲	حکایت ملک زادہ	۱۲
۱۳	حکایت نوشیروان عادل	۱۳

نمبر	مضامین	صفحہ
۱۴	حکایت عاملے بسیار ظالم	۱۳
	۲۔ در اخلاق درویشان	
۱	حکایت پارسا	۱۵
۲	حکایت درویش	۱۵
۳	حکایت دزدے و زاہدے	۱۶
۴	حکایت زاہدے مہمان پادشاہ	۱۷
۵	حکایت سعدی بہنگام طفولیت	۱۸
۶	حکایت پارسا	۱۹
	۳۔ در فضیلت قناعت	
۱	حکایت دو امیرزادہ	۲۰
۲	حکایت درویش قانع	۲۰
۳	حکایت طبیب حاذق	۲۱
۴	حکایت بقالی	۲۲
۵	حکایت جوانمرد	۲۲
۶	حکایت عالم	۲۳

نمبر	مضامین	صفحہ
۷	حکایت درویش	۲۴
۸	حکایت حاتم طائی	۲۴
	۴۔ در آداب صحبت	
۱-۳۸	حکم و اقوال و پندہای خوب	۲۵-۳۵
	انتخاب از بہارستان جامی	
	روضۂ ہشتم در حکایات	
۱	حکایت روباہ	۳۶
۲	حکایت کژدم	۳۷
۳	حکایت موش	۳۸
۴	حکایت روباہ	۳۹
۵	حکایت روباہ دیگر	۴۰
۶	حکایت شتر	۴۱
۷	حکایت سگ	۴۲
۸	حکایت کبوتر	۴۲
۹	حکایت گنجشک	۴۳
۱۰	حکایت سگ	۴۴
۱۱	حکایت روباہ بچہ	۴۵
۱۲	حکایت زنبور	۴۵
۱۳	حکایت مور	۴۶

نمبر	مضامین	صفحہ
۱۴	حکایت گاو	۴۶
	انتخاب از عیار دانش	
	فواید یکدل بودن با دوستان	
۱	حکایت سلطہ و وزیرک	۴۷-۶۰
	انتخاب از رقعات عالمگیری	
۱-۸	رقعات	۶۱-۶۴
	انتخاب از تاریخ زینت الزمان مرزا محمد شیرازی	
۱	ذکر بادشاہی فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	۶۵-۶۸
۲	ذکر سلطنت جنت مکانی نور الدین جہانگیر بادشاہ	۶۹-۸۱
	انتخاب از کتب جدیدۂ ایران	
	مکالمات	
۱	تعلیمات مدنیہ	۸۲-۸۵
۲	تاریخ	۸۵-۹۱

نمبر	مضامین	صفحہ
	انتخاب از روضۂ حکم محمود طرزی	
۱	ژاپان چہ بود و چہ شد	۹۶-۹۲
	حصۂ نظم	
	انتخاب از بوستان سعدی	
۱	دیباچہ	۲-۱
۲	در عدل و رائے و تدبیر جہانداری	۳-۲
۳	حکایت	۴-۳
۴	حکایت	۵
۵	حکایت	۶-۵
۶	گفتار	۸-۷
۷	در معنی نکوکاری و بدکاری و عاقبت آن	۸
۸	حکایت	۱۰-۹
۹	گفتار اندر نواختن یتیمان و رحمت بر حالت ایشان	۱۱-۱۰
۱۰	حکایت در ثمرہ نیکوکاری	۱۱
۱۱	حکایت در اخلاق پیغمبران	۱۲-۱۱
۱۲	گفتار اندر احسان با مردم نیک و بد	۱۳-۱۲
۱۳	حکایت پدر ممسک و پسر جوانمرد	۱۴-۱۳
۱۴	حکایت اندر راحت رسانیدن بہمسائیگان	۱۵-۱۴
۱۵	حکایت	۱۸
۱۶	حکایت	۱۶
۱۷	حکایت در معنی احسان با خلق خدا	۱۷-۱۶
۱۸	حکایت	۱۸-۱۷
۱۹	گفتار اندر جوانمردی و ثمرہ آن	۱۹-۱۸
۲۰	حکایت در معنی صید کردن دلہا باحسان	۱۹
۲۱	حکایت دختر حاتم در روزگار پیغمبر	۲۰-۱۹
۲۲	حکایت در آزادمردی حاتم و ذکر بادشاہ اسلام	۲۱-۲۰

نمبر	مضامین	صفحہ
۲۳	حکایت در حلم پادشاہان	۲۱-۲۲
۲۴	حکایت توانگر سفلہ و درویش صاحبدل	۲۲-۲۳
۲۵	گفتار اندر دلداری خلقے تا برسند باہل دلے	۲۳
۲۶	گفتار اندر نظر در صنع باری تعالی	۲۳-۲۴
۲۷	گفتار اندر غنیمت شمردن قوت جوانی پیش از ضعف پیری	۲۴-۲۵
	انتخاب از شاہنامہ فردوسی	
۱	نبرد رستم با سہراب	۲۶-۲۷
۲	کشتی گرفتن رستم و سہراب و رہائی یافتن رستم از وبچارہ	۲۸-۳۳
۳	کشتہ شدن سہراب بدست رستم	۳۳-۳۵
	انتخاب از کلیات شیخ علی حزین	
۱	در صفت مملکت بہشت نشان ایران	۳۶-۳۷
۲	در توصیف دار السلطنت اصفہان	۳۶-۳۸
۳	در صفت خاموشی	۳۸-۳۹

نمبر	مضامین	صفحہ
	انتخاب از مثنوی مولانا روم	
۱	اخلاص عمل	۳۹-۴۰
	انتخاب از مثنوی تحفة الاحرار ملا عبد الرحمن جامی	
۱	محویت	۴۰
	انتخاب از منظومات جدیدۂ ایران	
۱	تشویق علم	۴۱-۴۲
۲	حسن اخلاق	۴۲-۴۳
۳	سہ برادر	۴۳
۴	ترانہ وطن	۴۴
۵	آفتاب عالمتاب	۴۵
	رباعیات	
۱-۵	شیخ علی حزین۔ نظیری۔ امامی خلجانی۔ میتین۔ سعدی	۴۶
۱-۳	رباعیات عمر خیام	۴۷

سعدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتخاب از گلستان سعدی

۱۔ در سیرت پادشاہان

۱۔ حکایت۔ یکے از ملوک خراسان سلطان محمود سبکتگین را بخواب دید کہ جملہ وجود او ریختہ بود و خاک شدہ۔ مگر چشمانش کہ ہمچنان در چشم خانہ ہمی گردید و نظر می کرد۔ سائر حکما از تاویل آں فرو ماندند مگر درویشے کہ بجا آورد و گفت۔ ہنوز نگران است کہ ملکش با دگران است

قطعہ

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند — کز ہستیش بروے زمین بر نشان نماند
آں پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک — خاکش چناں بخورد کزو استخوان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بخیر — گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند
خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر — زان پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

۲- حکایت - سرهنگ زاده را دیدم بر در سرای اغلمش که عقل و کیاستی و فهم و فراستی زایدالوصف داشت هم از عهدِ خردی آثار بزرگی در ناصیهٔ او پیدا۔

فرد

بالای سرش ز هوشمندی می تافت ستارهٔ بلندی

فی الجمله مقبولِ نظر سلطان آمد که جمالِ صورت و کمالِ معنی داشت و خردمندان گفته اند توانگری به دل ست نه به مال و بزرگی به عقل است نه بسال ابنای جنس او بر منصب او حسد بردند و به خیانتی متهم کردند و در کشتن او سعی بے فائده نمودند۔ ع

دشمن چه کند چو مهربان باشد دوست

ملک پرسید که موجب خصمی ایشان در حق تو چیست گفت در سایهٔ دولت خداوندی دام ملکه همگنان را راضی کردم مگر حسود که راضی نمی شوند الّا به زوالِ نعمت من - و اقبال دولت خداوندی باقی باد۔

قطعه

توانم این که نیازارم اندرون کسی حسود را چه کنم کو ز خود به رنج در است
بمیر تا برهی اے حسود کین رنجیست که از مشقتِ آن جز بمرگ نتوان رست

قطعہ

شور بختاں بہ آرزو خواہند مقبلاں را زوال نعمت و جاہ
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
راست خواہی ہزار چشم چناں کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

۳۔ حکایت۔ یکے را از ملوک عجم حکایت کنند کہ دست تطاول بر مال رعیت دراز کردہ بود و جور و اذیت آغاز تا بجائے کہ خلق از مکاید ظلمش بجہاں آمدند و از کربت جورش راہ غربت گرفتند چوں رعیت کم شد و ارتفاع ولایت نقصان پذیرفت خزینہ تہی ماند و دشمنان طمع کردند و از ہر طرف زور آوردند۔

قطعہ

ہر کہ فریاد رس روز مصیبت خواہد گو در ایام سلامت بجوانمردی کوش
بندہ حلقہ بگوش ار ننوازی برود لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

بارے در مجلس او کتاب شاہنامہ می خواندند در زوال مملکت ضحاک و عہد فریدوں وزیر ملک را پرسید کہ ہیچ توان دانستن کہ فریدوں کہ گنج و ملک و حشم نداشت چگونہ مملکت برو مقرر شد گفت چناں کہ شنیدی خلقے برو بہ تعصب گرد آمدند و تقویت کردند پادشاہی یافت وزیر گفت اے ملک چوں گرد آمدن خلق موجب

۲۔ حکایت۔ سرہنگ زادہ را دیدم بر در سرائے اغلمش کہ عقل وکیاستے وفہم وفراستے زایدالوصف داشت ہم از عہدی خردی آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا۔

فرد

بالائے سرش زہوشمندی — مے تافت ستارۂ بلندی

فی الجملہ مقبولِ نظر سلطان آمد کہ جمالِ صورت وکمالِ معنی داشت وخرد منداں گفتہ اند توانگری بہ دل ست نہ بہ مال وبزرگی بہ عقل است نہ بسال ابنائے جنس او بر منصب او حسد بردند و بہ خیانتے متہم کردند و در کشتن او سعی بے فائدہ نمودند۔ ع

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

ملک پرسید کہ موجب خصمی ایشاں در حق تو چیست گفت در سایۂ دولت خداوندی دام ملکہ ہمگناں را راضی کردم مگر حسود کہ راضی نمی شوند الّا بہ زوالِ نعمت من۔ واقبال دولت خداوندی باقی باد۔

قطعہ

توانم ایں کہ نیازارم اندرون کسے — حسود راچہ کنم کوز خود بہ رنج در ست

بمیر تابرہی اے حسود کیں رنجیست — کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

قطعه

شوربختان به آرزو خواهند   مقبلان را زوال نعمت و جاه
گر نبیند به روز شپره چشم   چشمهٔ آفتاب را چه گناه
راست خواهی هزار چشم چناں   کور بہتر کہ آفتاب سیاه

۳- حکایت - یکے را از ملوک عجم حکایت کنند کہ دست تطاول بر مال رعیت دراز کرده بود و جور و اذیت آغاز تا بجائے کہ خلق از مکاید ظلمش بجاں آمدند واز کربت جورش راه غربت گرفتند چوں رعیت کم شد وارتفاع ولایت نقصان پذیرفت خزینہ تہی ماند و دشمنان طمع کردند واز ہر طرف زور آوردند۔

قطعه

ہر کہ فریادرس روز مصیبت خواہد   گو در ایام سلامت بجوانمردی کوش
بنده حلقہ بگوش ار ننوازی برود   لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

بارے در مجلس او کتاب شاہنامہ می خواندند در زوال مملکت ضحاک و عہد فریدوں وزیر ملک را پرسید کہ ہیچ توان دانستن کہ فریدوں کہ گنج و ملک و حشم نداشت چگونہ مملکت برو مقرر شد گفت چناں کہ شنیدی خلقے برو بہ تعصب گرد آمدند و تقویت کردند پادشاہی یافت وزیر گفت اے ملک چوں گرد آمدن خلق موجب

پادشاهی است تو خلق را برائے چه پریشان می کنی مگر سر پادشاهی کردن نداری۔

فرد

همان به که لشکر بجان پروری　　که سلطان به لشکر کند سروری

ملک گفت موجب گرد آمدن سپاه و رعیت چیست گفت پادشاه را کرم باید تا برو گرد آیند و رحمت تا در سایۂ دولتش ایمن نشینند و ترا ازین هر دو یکے نیست۔

مثنوی

نه کند جور پیشه سلطانی　　که نیاید ز گرگ چوپانی

پادشاہے که طرح ظلم افگند　　پائے دیوار ملکِ خویش بکند

ملک را پند وزیر ناصح موافق طبع مخالف نیامد و روے ازین سخنش درهم کشید و به زندان فرستاد و بسے بر نیامد که بنی عم سلطان بمنازعت برخاستند و به مقاومت لشکر آراستند و ملک پدر خواستند قومے که از دست تطاول او بجان رسیده بودند و پریشان شده بر ایشان گرد آمدند و تقویت کردند تا ملک از تصرف او بدر رفت و بر ایشان مقرر شد۔

مثنوی

پادشاہے کو روا دارد ستم بر زیر دست — دوستدارش روز سختی دشمنِ زور آور است
با رعیت صلح کن وز جنگِ خصم ایمن نشین — زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر است

فرد

غم زیر دستان بخور زینہار — بترس از زبردستیِ روزگار

۴۔ حکایت۔ پادشاہے با غلامے عجمی در کشتی نشستہ بود
و غلام ہرگز دریا را ندیدہ بود و محنت کشتی نیازمودہ
گریہ و زاری آغاز نہاد و لرزہ بر اندامش افتادہ چندانکہ ملاطفت
کردند آرام نگرفت ملک را عیش ازو منغص شد کہ طبع نازک تحمل
امثال این صورت نہ بندد و چارہ ندانستند حکیمے دران کشتی بود
ملک را گفت اگر فرمان دہی من اورا بطریقے خاموش
گردانم گفت غایت لطف و کرم باشد بفرمود تا غلام
را بہ دریا انداختند چند نوبت غوطہ خورد ازاں پس
مویش گرفتند و پیش کشتی آوردند و بدو دست در
سکان کشتی آویختند چوں بر آمد بگوشۂ بنشست و قرار
یافت ملک را عجب آمد پرسید کہ حکمت چہ بود گفت
از اول محنتِ غرق شدن نیازمودہ بود و قدر سلامت
کشتی ندانستہ وہمچنیں قدر عافیت کسے داند کہ بہ مصیبتے

گرفتار آید۔

قطعه

اے سیر ترا نان جوین خوش ننماید معشوق من است آنکہ بنزدیک تو زشت است
حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است

بیت

فرق است میان آن کہ یارش در بر با آن کہ دو چشم انتظارش بر در

۵۔ حکایت۔ یکے از ملوک عجم رنجور بود در حالت پیری امید از زندگانی قطع کردہ ناگاہ سوارے از در در آمد و بشارت داد کہ فلاں قلعہ را بدولت خداوند بکشادیم و دشمنان اسیر آمدند و سپاہ و رعیت آں طرف بہ جملگی مطیع فرمان گشتند ملک نفسے سرد بر آورد و گفت ایں مژدہ مرا نیست دشمنانم راست یعنی وارثان مملکت را۔

قطعه

دریں امید بسر شد دریغ عمر عزیز کہ آنچہ در دلم است از درم فراز آید
امید بستہ بر آمد ولے چہ فائدہ زاں کہ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید

قطعه

کوس رحلت بکوفت دست اجل اے دو چشم وداع سر بکنید

اے کف دست و ساعد و بازو ہمہ تودیع یک دگر بکنید
برمن افتادہ دشمن کام آخرے دوستان گذر بکنید
روزگارم بشد بنادانی من نکردم شما حذر بکنید

۱۴ - حکایت - ہرمزرا گفتند در وزیران پدر چہ
خطا دیدی کہ بند فرمودی گفت گناہے معلوم نکردم
ولیکن بہ یقین دانستم کہ مہابت من در دل ایشان
بیکران است و بر عہد من اعتماد کلی ندارند ترسیدم کہ از
بیم گزند خویش آہنگ ہلاک من کنند پس قول
حکما را کار بستم کہ گفتہ اند ۔

قطعہ

ازان کز تو ترسد بترس اے حکیم وگر با چو او صد بر آئی بجنگ
ازان مار بر پائے راعی زند کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ
نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود برآرد بہ چنگال چشم پلنگ

۱۵ - حکایت - درویشے مستجاب الدعوات در بغداد
پدید آمد حجاج بن یوسف را خبر کردند - بخواندش وگفت
دعائے خیرے بر من کن گفت خدایا جانش بستان
گفت از بہر خدا ایں چہ دعاست گفت ایں دعائے
خیر است ترا و جملہ مسلمانان را ۔

مثنوی

اے زبر دست زیر دست آزار گرم تا کے بماند ایں بازار

بچہ کار آیدت جہانداری مُردنت بہ کہ مردم آزاری

۸۔ حکایت۔ یکے از ملوکِ بے انصاف پارسائے را پرسید کدام عبادت فاضلتر ست گفت ترا خواب نیمروز تا دران یک نفَس خلق را نیازاری۔

قطعہ

ظالمے راخفتہ دیدم نیمروز گفتم ایں فتنہ است خوابش بردہ

واں کہ خوابش بہتر از بیداری است آں چناں بد زندگانی مردہ بہ

۹۔ حکایت۔ یکے را از ملوک شنیدم کہ شبے در عشرت روز کردہ بود و در پایانِ مستی ہمی گفت۔

بیت

مارا بجہاں خوشتر ازیں یک دم نیست کز نیک و بداندیشہ و از کس غم نیست

درویشے برہنہ بسر ما بروں خفتہ بود بشنید و گفت۔

بیت

اے آں کہ باقبال تو در عالم نیست گیرم کہ غمت نیست غم ما ہم نیست

ملک را خوش آمدہ صرّہ ہزار دینار از روزن بیروں کرد و گفت دامن بدار اے درویش گفت دامن از کجا

آرم کہ جامہ ندارم ملک را بر ضعف حال او رحمت زیادت شد و خلعتے بران مزید کرد و پیش درویش فرستاد درویش آن نقد و جنس را باندک مدت بخورد و پریشان شد و باز آمد۔

بیت

قرار در کفِ آزادگان نگیرد مال نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

در حالتے کہ ملک را پروائے او نبود حالش بگفتند بہم برآمد و روے از و درہم کشید و ازین جا گفتہ اند اصحابِ فطنت و خبرت کہ از حدت و صولت پادشاہان بر حذر باید بود۔ کہ غالب ہمت ایشان بہ معظمات امورِ مملکت متعلق باشد و تحمل از دحام عوام نکنند۔

مثنوی

حرامش بود نعمت پادشاہ کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ
مجال سخن تا نہ بینی ز پیش بہ بیہودہ گفتن مبر قدر خویش

ملک گفت این گداے شوخ چشم مبذر را کہ چندین نعمت باندک مدت بر انداخت برانید کہ خزینہ بیت المال لقمہ مساکین است نہ طعمۂ اخوان الشیاطین۔

بیت

الهی کور روز روشن شمع کافوری نهد   زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ

یکی از وزرای ناصح گفت ای خداوند! مصلحت
آن می بینم که چنین کسان را وجه کفاف بتفاریق مجرا
دارند تا در نفقه اسراف نکنند اما آنچه فرمودی از زجر و
توبیخ مناسب ارباب همت نیست که یکی را بلطف امیدوار
گردانیدن و باز بنومیدی خسته کردن۔

بیت

بروی خود در طماع باز نتوان کرد   چو باز شد بدرشتی فراز نتوان کرد

قطعه

کس نبیند که تشنگان حجاز   بر لب آب شور گرد آیند
هر کجا چشمه بود شیرین   مردم و مرغ و مور گرد آیند

۱۰۔ حکایت۔ یکی از پادشاهان پیشین در رعایت
مملکت سستی کردی و لشکر را بسختی داشتی لاجرم دشمنی
صعب روی نمود همه پشت بدادند۔

مثنوی

چو دارند گنج از سپاهی دریغ   دریغ آیدش دست بردن بتیغ
چه مردی کند در صف کارزار   که دستش تهی باشد از روزگار

یکی را از آنان که عذر کردند با من دوستی داشت ملامت کردم و گفتم دون است و ناسپاس و سفله و ناحق شناس که باندک تغیر حال از مخدوم قدیم برگردد و حقوق نعمت سالها در نوردد گفت اگر بکرم معذور داری شاید که اسپم بے جَو بود و نمد زینم بگرو سلطان که بزر با سپاهی بخیلی کند با او بسر جوان مردی نتوان کرد۔

فرد

زر بده مرد سپاهی را تا سر بدهد وگرش زر ندهی سر بنهد در عالم

۱۱۔ حکایت ۔ یکی از وزرائی معزول شده بحلقهٔ درویشان در آمد و برکت صحبت ایشان در وے سرایت کرد جمعیت خاطرش دست داد و ملک بار دیگر با او دل خوش کرد عملش فزود قبولش نیامد و گفت معزولی به که مشغولی۔

رباعی

آنانکه بکنج عافیت بنشستند دندان سگ و دهان مردم بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند وز دست و زبان حرفگیران رستند

ملک گفت هر آینه ما را خردمندے کافی باید که تدبیر مملکت را بشاید گفت نشان خردمند کافی آنست که بچنین کارها تن در ندهد۔

فرد

همائے بر همه مرغان ازان شرف دارد که استخوان خورد و طائرے نیازارد

۱۲- حکایت - ملک زادهٔ گنج فراوان از پدر میراث یافت - دست کرم برکشاد و داد سخاوت بداد و نعمت بے دریغ بر سپاه و رعیت بریخت -

قطعه

نیاساید مشام از طبلهٔ عود بر آتش نه که چون عنبر ببوید
بزرگی بایدت بخشندگی کن که تا دانه نیفشانی نروید

یکے از جلساے بے تدبیر نصیحتش آغاز کرد که ملوکِ پیشین مر این نعمت را بسعی اندوخته اند و برائے مصلحتے نهاده دست ازین حرکات کوتاه کن که واقعها در پیش است و دشمنان در کمین نباید که بوقتِ حاجت فرو ماندگی باشد -

قطعه

اگر گنجے کنی بر عامیان بخش رسد هر کدائے را برنجے
چرا نستانی از هر یک جوے سیم که گرد آید ترا هر روز گنجے

ملک زاده روے ازین سخن در هم کشید و موافق طبع بلندش نیامد و مر اورا زجر فرمود و گفت خداوند تعالے

مرا مالک این مملکت گردانیده است تا بخورم و ببخشم
نه پاسبانم که نگهدارم ۔

بیت

قارون هلاک شد که چهل خانه گنج داشت — نوشیروان نمرد که نام نکو گذاشت

۱۳۔ حکایت ۔ آورده اند که نوشیروان عادل
را در شکارگاہے صیدے کباب می کردن و نمک
نبود غلامے را بروستا دوانیدند تا نمک آرد نوشیروان
گفت بہ قیمت بستان تا رسمے نگردد و دہ خراب نشود
گفتند ازین قدر چہ خلل زاید گفت بنیادِ ظلم در
جہاں اوّل اندک بودہ است و ہر کس کہ آمدہ بران
مزید کردہ تا بدین غایت رسید ۔

قطعہ

اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے — برآورند غلامان او درخت از بیخ
بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد — زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

۱۴۔ حکایت ۔ عاملے را شنیدم کہ خانۂ رعیت خراب
کردے تا خزینۂ سلطان آبادان کند بے خبر از قول
حکما کہ گفتہ اند ہر کہ خلق را بیازارد تا دلِ سلطان
بدست آرد خداوند تعالےٰ ہمان خلق را برو گمارد

تا دمار از نهاد او بر آرد۔

بیت

آتش سوزان نه کند با سپند آنچه کند دود دل دردمند

گویند سر جملہ حیوانات شیر ست کمترین جانوران خر و به اتفاق خردمندان خرِ باربر به از شیر مردم در۔

مثنوی

مسکین خر اگرچه بے تمیز است چوں بار همی برد عزیز است

گاوان و خرانِ بار بر دار به ز آدمیان مردم آزار

باز آمدیم بحکایت وزیر غافل۔ گویند ملک را طرفے از ذمایم اخلاق او بقرائن معلوم گشت در شکنجه کشید و به انواع عقوبت بکشت۔

قطعه

حاصل نشود رضائے سلطان تا خاطر بندگان نه جوئی

خواہی که خدائے بر تو بخشد با خلق خدائے کن نکوئی

آورده اند که یکے از ستم دیدگان بر سر او بگذشت و در حال تباه وے تامل کرد و گفت۔

قطعه

نه هر که قوتِ بازوے و منصبے دارد به سلطنت بخورد مال مردمان بگزاف

توان بحلق فرو بردن استخوان درشت ولی شکم بدرد چون بگیرد اندر ناف

بیت

نماند ستمگار بد روزگار بماند برو لعنت پایدار

۲- در اخلاق درویشان

۱- حکایت - یکی از بزرگان پارسائی را گفت که چه گوئی در حق فلان عابد که دیگران در حق وی بطعنه سخن گفته اند - گفت - در ظاهرش عیب نمی بینم و در باطنش عیب نمی دانم -

قطعه

هر کرا جامه پارسا بینی پارسا دان و نیکمرد انگار
ورندانی که در نهانش چیست محتسب را درون خانه چه کار

۲- حکایت درویشی را دیدم که سر بر آستان کعبه همی مالید و می نالید که یا غفور یا رحیم تو دانی که از ظلوم و جهول چه آید -

قطعه

عذر تقصیر خدمت آوردم که ندارم بطاعت استظهار

عاصیان از گناه توبه کنند — عارفان از عبادت استغفار

عابدان جزائے طاعت خواهند بازرگانان بهائے بضاعت من بنده امید آورده ام نه طاعت. و بدریوزه آمده ام نه بتجارت۔

بیت

گر کشی ور جرم بخشی روے و سر بر آستانم — بنده را فرمان نباشد هر چه فرمائی بر آنم

قطعه

بر در کعبه سائلے دیدم — که همی گفت و می گرستی خوش
مے نگویم که طاعتم بپذیر — قلم عفو بر گناهم کش

قطعه

خلق در ملکِ خدا از همه جنسے باشد — صالحان خورده بگیرید که ما رندانیم
گر کسے را عملے هست و امیدے دارد — ما گدائیم و درین ملک نه بازرگانیم

۳۔ حکایت۔ دزدے بخانه پارسائے در آمد چندان که بجست چیزے نیافت دل تنگ شد پارسا را خبر شد گلیمے که بران خفته بود در راه دزد بینداخت تا محروم نشود۔

قطعه

شنیدم که مردان راه خدا — دل دشمنان هم نکردند تنگ

ترا کے میسر شود این مقام   کہ با دوستانت خلاف ست و جنگ

مروت اہل صفا چہ در رُوے و چہ در قفا نہ چناں کز پست عیب گیرند و در پیشت میرند۔

فرد

در برابر چو گوسفند سلیم   در قفا ہمچو گرگِ مُردم خوار

فرد

ہر کہ عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد   بے گماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد

۴۔ حکایت۔ زاہدے مہمان پادشاہے بود چوں بطعام بنشست کمتر از آن خورد کہ ارادت او بود وچوں بہ نماز بر خاستند بیشتر از آن کرد کہ عادت او بود تا ظن صلاح در حق وے زیادت کنند۔

فرد

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی   کیں رہ کہ تو می روی بترکستان ست

چوں بمقام خود آمد سفرہ خواست تا تناولے کند۔ پسرے داشت صاحب فراست گفت اے پدر در مجلس سلطان چرا طعام نخوردی گفت در نظر ایشاں چیزے نخوردم کہ بکار آید گفت نماز را ہم قضا کن کہ چیزے نکردی کہ بکار آید۔

قطعه

اے ہنرہا نہادہ بر کف دست　　عیبہا برگرفتہ زیر بغل
تا چہ خواہی خریدن اے مغرور　　روز درماندگی بہ سیم دغل

۵ - حکایت - یاد دارم کہ در ایام طفولیت متعبد بودم و شب خیز و مولع زہد و پرہیز تا شبے در خدمت پدر رحمۃ اللہ علیہ نشستہ بودم و ہمہ شب دیدہ برہم نہ بستہ و مصحف عزیز بر کنار گرفتہ و طائفہ گرد ما خفتہ پدر را گفتم ازین جماعت یکے سر بر نمیدارد کہ دوگانہ بگزارد۔ چناں خواب غفلت بردہ اند کہ تو گوئی نہ خفتہ اند بلکہ مردہ اند گفت جان پدر اگر تو نیز بخفتی ازاں بہ کہ در پوستین خلق افتی۔

قطعه

نہ بیند مدعی جز خویشتن را　　کہ دارد پردۂ پندار در پیش
گرت چشم خدا بینی ببخشند　　نہ بینی ہیچ کس عاجزتر از خویش

۶ - حکایت - یکے را از بزرگان بہ محفلے اندر ہمی ستودند و در اوصاف حمیدہ اش مبالغت ہمے کردند سر بر آورد و گفت من آنم کہ من دانم۔

قطعه

شخصم بچشم عالمیان خوب منظرست　　وز خبث باطنم سر خجلت نهاده پیش
طاؤس را بہ نقش و نگارے کہ ہست خلق　　تحسین کنند و او خجل از پائے زشت خویش

۷۔ حکایت۔ یکے از پادشاہان پارسائے را دید گفت ہیچت از ما یاد می آید گفت بلے ہر گہ کہ خدائے عزوجل را فراموش می کنم۔ یادت می آرم۔

فرد

ہر سو دود آں کس ز درِ خویش براند　　واں را کہ بخواند بہ درِ کس نہ دواند

۸۔ حکایت۔ یکے از صالحان بخواب دید پادشاہے را در بہشت و پارسائے را در دوزخ پرسید کہ موجب درجات ایں چیست و سبب درکات آں چہ کہ من بخلافِ آں مے پنداشتم ندا آمد کہ ایں پادشاہ بہ ارادتِ درویشان در بہشت است و ایں پارسا بہ تقرب پادشاہان در دوزخ۔

قطعه

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع　　خود را ز عملہائے نکوہیدہ بری دار
حاجت بہ کلاہِ برکی داشتنت نیست　　درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

۳۔ در فضیلت قناعت

۱۔ حکایت۔ دو امیر زادہ در مصر بودند یکے علم آموخت و دیگر مال اندوخت عاقبۃ الامر یکے علامہ گشت وآں دیگر عزیز مصر شد پس این توانگر بچشم حقارت در فقیہ نظر کردے وگفتے من بہ سلطنت رسیدم و تو ہمچناں در مسکنت بماندی گفت اے برادر شکر نعمتِ باری عز اسمہٗ ہمچناں بر من افزوں ترست کہ میراثِ پیغمبراں یافتم یعنی علم و ترا میراثِ فرعون وہامان رسید یعنی ملک مصر۔

مثنوی

من آں کہ مورم کہ در پایم بمالند ۔ نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند
چگونہ شکر این نعمت گزارم ۔ کہ زور مردم آزاری ندارم

۲۔ حکایت۔ درویشے راشنیدم کہ در آتش فاقہ می سوخت وخرقہ بر خرقہ می دوخت و تسکین خاطر خود رامی گفت۔

شعر

بنانِ خشک قناعت کنیم وجامۂ دلق ۔ کہ رنج محنت خود بہ کہ بارِ منتِ خلق

کسے گفتش چہ نشینی کہ فلاں دریں شہر طبعے کریم دارد و کرمے عمیم میاں بخدمتِ آزادگان بستہ و بر درِ دلہا نشستہ اگر بر صورتِ حالت چناں کہ ہست وقوف یابد پاسِ خاطرِ عزیزت را منت دارد و غنیمت شمارد۔ گفت خاموش کہ در گرسنگی مردن بہ کہ حاجت پیشِ کسے بردن۔

قطعہ

ہم رقعہ دوختن بہ والزامِ کنجِ صبر کز بہرِ جامہ رقعہ برِ خواجگاں نبشت
حقا کہ با عقوبتِ دوزخ برابرست رفتن بپایمردیِ ہمسایہ در بہشت

۳۔ حکایت۔ یکے از ملوکِ عجم طبیبے حاذق را بخدمتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرستاد سالے چند در دیارِ عرب بود کسے تجربہ پیش او نیاورد و معالجتے از وے در نخواست پیشِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گلہ کرد کہ مریں بندہ را بسببِ معالجتِ اصحاب بخدمت فرستادہ اندر و دریں مدت کسے التفاتے نکرد تا خدمتے کہ بر بندہ معین است بجا آورد رسول علیہ السلام گفت ایں طائفہ را طریقے ہست کہ تا اشتہا غالب نشود نخورند و ہنوز گرسنگی باقی کہ دست

از طعام بدارند حکیم گفت همین ست موجب تندرستی زمین خدمت ببوسید و برفت ۔

مثنوی

سخن آنگه کند حکیم آغاز — یا سر انگشت سوے لقمه دراز
که ز ناگفتنش خلل زاید — یا ز ناخوردنش بجاں آید
لاجرم حکمتش بود گفتار — خوردنش تندرستی آرد بار

۴ ۔ حکایت ۔ بقالے را درمے چند بر صوفیاں گرد آمده بود بقال هر روز مطالبت کردے و سخنهائے با خشونت گفتے و اصحاب از تعنّت او خسته خاطر همی بودند و جز تحمّل چاره نبود صاحبدلے وراں میاں گفت نفس را وعده دادن بطعام آسان ترست که بقال را بدرم ۔

قطعه

ترک احسان خواجه اولٰے تر — کاحتمال جفائے بوّاباں
به تمنائے گوشت مردن به — که تقاضائے زشت قصّاباں

۵ ۔ حکایت ۔ جوانمردے را در جنگ تاتار جراحتے رسید کسے گفتش فلاں بازرگاں نوش دارو دارد اگر بخواهی باشد که دریغ ندارد و قدرے بدهد و گویند که آن بازرگان به بخل معروف بود ۔

شعر

گربجائے نانش اندر سفرہ بودے آفتاب   تاقیامت روز روشن کس ندیدے درجہاں

جوانمرد گفت نوشدارو ازوے نخواہم کہ بدہد یا ندہد واگر دہد نفع کند یا نکند بارے خواستن ازو زہر کشندہ است۔

شعر

ہرچہ از دونان بمنت خواستی   در تن افزودی واز جاں کاستی

حکما گفتہ اند اگر آب حیات فروشند فی المثل بآبروے دانا نخرد کہ مردن بعزت بہ از زندگانی بذلت۔

شعر

اگر حنظل خوری از دستِ خوشخوے   بہ از شیرینی از دستِ ترش روئے

۲۔ حکایت۔ یکے از علما خورندۂ بسیار داشت وکفاف اندک با یکے را از بزرگان کہ معتقد او بود بگفت روے از توقع او درہم کشید و تعرض سوال از اہل ادب در نظرش قبیح آمد۔

قطعہ

زبخت روے ترش کردہ پیش یارِ عزیز   مرو۔ کہ عیش برو نیز تلخ گردانی

بحاجتے کہ روی تازہ روے وخندان رو   فرو نہ بندد کار گشادہ پیشانی

آوردہ اند کہ اندکے در وظیفہ او زیادت کرد و بسیارے از ارادت کم دانشمند چوں پس از چند روز برقرار معہودش ندید گفت۔

فرد

نانم افزود و آبرویم کاست   بے نوائی بہ از مذلت خواست

۷۔ حکایت۔ درویشے را ضرورتے پیش آمد کسے گفت فلاں نعمتے دارد کامل وکرم نفسی شامل اگر بر حاجت تو واقف گردد ہمانا کہ در قضائے آں توقف روا ندارد گفت منت رہبری کنم دستش گرفت تا بہ منزل آں شخص در آورد یکے را دید لب فروہشتہ و تند نشستہ برگشت و سخن نگفت کسے گفتش چہ کردی گفت عطائے او بلقائے او بخشیدم۔

قطعہ

مبر حاجت بنزدیک ترش روے   کہ از خوے بدش فرسودہ گردی
اگر حاجت بری نزد کسے بر   کہ از رویش بہ نقد آسودہ گردی

۸۔ حکایت۔ حاتم طائی را گفتند از خود بزرگ ہمت تر در جہاں دیدۂ یا شنیدۂ گفت بلے روزے

چہل شتر قربان کردہ بودم و امرائے عرب را طلب نمودہ ناگاہ بگوشہ صحرائے بحاجتے بروں رفتہ بودم خار کشے را دیدم پشتۂ خار فراہم آوردہ گفتمش بہ مہمانی حاتم چرا نہ روی کہ خلقے بر سماط او گرد آمدہ اند گفت۔

فرد

ہر کہ نان از عمل خویش خورد منتِ حاتم طائی نبرد

انصاف دادم کہ من او را بہمت و جوانمردی برتر از خود دیدم۔

۴۔ در آدابِ صحبت

۱۔ حکمت۔ مال از بہر آسایش عمر است نہ عمر از بہر گرد کردن مال حکیمے را پرسیدند نیک بخت کیست؟ و بد بخت چیست گفت نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بد بخت آنکہ مرد و ہشت۔

شعر

مکن نماز بران ہیچکس کہ ہیچ نکرد کہ عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد

۲۔ حکمت۔ دو کس رنج بیہودہ بردند و سعی بے فائدہ کردند یکے آنکہ مال اندوخت و نخورد و دیگر آنکہ

علم آموخت و عمل نکرد

مثنوی

علم چندان کہ بیشتر خوانی   چون عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند   چارپائے برو کتابے چند

۳- حکمت - علم از بہر دین پروردن ست نہ از بہر دنیا خوردن -

بیت

ہر کہ پرہیز و علم و زہد فروخت   خرمنے گرد کرد و پاک بسوخت

۴- حکمت - سہ چیز بے سہ چیز پایدار نماند مال بے تجارت و علم بے بحث و ملک بے سیاست -

قطعہ

وقتے بلطف گوے و مدارا و مردمی   باشد کہ در کمند قبول آوری دلے
وقتے بقہر گوے کہ صد کوزۂ نبات   گہ گہ چنان بکار نیاید کہ حنظلے

۵- حکمت - ہر آن سرے کہ داری با دوست در میان منہ و اگر چہ دوست مخلص باشد چہ دانی کہ وقتے دشمن گردد و ہر گزندے کہ توانی بہ دشمن مرسان باشد کہ روزے دوست گردد -

۶- حکمت - ہر کہ با دشمنان صلح می کند سر آزار دوستان دارد -

شعر

بشوا ے خردمند زاں دوست دست کہ با دشمنانت بود ہم نشست

۷۔ حکمت۔ ہر کہ بدے را بکشد خلق را از بلائے بزرگ برہاند و وے را از عذابِ خدائے۔

قطعہ

پسندیدہ است بخشایش ولیکن منہ بر ریش خلق آزار مرہم
ندانست آں کہ رحمت کرد بر مار کہ ایں ظلم است بر فرزند آدم

۸۔ حکمت۔ بدخوے بدست دشمنے گرفتار است کہ ہر جا کہ رود از چنگ عقوبت او خلاص نیابد۔

بیت

اگر ز دست بلا بر فلک رود بدخوے ز دست خوے بد خویش در بلا باشد

۹۔ پند۔ فریب دشمن مخور و غرورِ مداح مخر کہ ایں دامِ رزق نہادہ است واں دامن طمع کشادہ۔

۱۰۔ حکمت۔ متکلم را تا کسے عیب نگیرد سخنش صلاح نہ پذیرد۔

شعر

مشو غرہ بر حسن گفتار خویش بتحسین ناداں و پندار خویش

۱۱۔ پند۔ ہر کہ در حالت توانائی نیکی نکند در وقت ناتوانی سختی بیند۔

شعر

بد اختر تراز مردم آزار نیست که روز مصیبت کسش یار نیست

۱۲۔ حکمت۔ کارہا بہ صبر بر آید و مستعجل بسر در آید۔

مثنوی

بچشم خویش دیدم در بیابان کہ مرد آہستہ بگذشت از شتابان
سمندِ بادپا از تگ فرو ماند شتربان ہمچنان آہستہ می راند

۱۳۔ پند۔ ہر کہ با دانا تراز خود جدل کند تا بدانند کہ داناست بدانند کہ نادان است۔

فرد

چوں در آید بہ از توئے بہ سخن گرچہ بہ دانی اعتراض مکن

۱۴۔ حکمت۔ ہر کہ با بدان نشیند نکوئی نہ بیند۔

مثنوی

گر نشیند فرشتۂ با دیو وحشت آموزد و خیانت و ریو
از بدان جز بدی نیاموزی نہ کند گرگ پوستین دوزی

۱۴۔ پند۔ مردماں را عیب نہانی پیدا مکن کہ مرایشاں را رسوا کنی و خود را بے اعتماد۔

۱۵۔ حکمت۔ اگر شبہا ہمہ شب قدر بودے شب قدر بیقدر بودے۔

شعر

گر سنگ ہمہ لعلِ بدخشان بودے
پس قیمت لعل و سنگ یکساں بودے

۱۶۔ حکمت۔ نہ ہر کہ بصورت نکوست سیرت زیبا دروست کار اندرون دارد نہ پوست۔

قطعہ

توان شناخت بیک روز در شمائل مرد
کہ تا کجاش رسیدہ است پایگاہ علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو
کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

۱۷۔ حکمت۔ پنجہ با شیر انداختن و مشت بر شمشیر زدن کار خردمندان نیست۔

بیت

جنگ و زور آوری مکن با مست
پیش سر پنجہ در بغل نہ دست

۱۸۔ پند۔ ضعیفے کہ با قوی دلاوری کند یار دشمن است در ہلاکِ خویش۔

قطعہ

سایہ پروردہ را چہ طاقت آن
کہ رود با مبارزان بہ قتال
سست بازو بہ جہل مے فگند
پنجہ با مرد آہنین چنگال

۱۹۔ حکمت۔ ہر کہ نصیحت نہ شنود سر ملامت شنیدن دارد۔

شعر

چون نیاید نصیحت در گوش   اگرت سرزنش کنم خاموش

۲۰- حکمت - اگر جور شکم نبودے ہیچ مرغ در دام صیاد نیفتادے بلکہ صیاد خود دام ننہادے -

۲۱- پند - حکیمان دیر دیر خورند و عابدان نیم سیر و زاہدان تا سدِ رمق و جوانان تا طبق بر گیرند و پیران تا عرق بکنند اما قلندران چندان بخورند کہ در معدہ جائے نفس نماند و بر سفرہ روزی کس -

شعر

اسیر بندِ شکم را دو شب نگیرد خواب   شبے ز معدہ سنگی شبے ز دل تنگی

۲۲- حکمت - ہر کرا دشمن پیش است اگر نکشد دشمنِ خویش ست -

بیت

سنگ در دست و مار بر سر سنگ   نکند مرد ہوشیار درنگ

وگروہے بخلافِ ایں مصلحت دیدہ اند وگفتہ اند کہ در کشتنِ بندیان تامل اولیٰ تراست بحکم آن کہ اختیار باقی ست توان کشت و توان بخشید اگر بے تامل کشتہ شود محتمل است کہ مصلحتے فوت گردد کہ تدارک مثل آن

ممتنع باشد۔

مثنوی

نیک سہل است زندہ بےجاں کرد   کشتہ را باز زندہ نتواں کرد
شرطِ عقل است صبر تیر انداز   کہ چو رفت از کمان نیاید باز

۲۳۔ حکمت: مشک آن است کہ خود ببوید نہ آن کہ عطار بگوید دانا چوں طبلۂ عطار است خاموش و ہنر نمائے و ناداں چوں طبلِ غازیست بلند آواز و میان تہی۔

قطعہ

عالم اندر میان جہال   مثلے گفتہ اند صدیقان
شاہدے در میان کوران ست   مصحفے در کنشت زندیقان

۲۴۔ پند۔ دوستے را کہ بعمر فراچنگ آرند نشاید کہ بیک دم بیازارند۔

بیت

سنگے بچند سال شود لعل پارۂ   زنہار تا بیک نفسش نشکنی بسنگ

۲۵۔ پند۔ رائے بے قوت مکر و فسوں ست و قوت بے رائے جہل و جنوں۔

شعر

تمیز باید و تدبیر و عقل وانگہ ملک که ملک و دولتِ نادان سلاح جنگ خود است

۲۶۔ حکمت ۔ جوانمردے کہ بخورد و بدہد بہ از عابدے کہ روزہ دارد و بنہد ۔

۲۷۔ حکمت ۔ اندک اندک خیلے شود و قطرہ قطرہ سیلے گردد یعنی آں کہ دست قوت ندارد سنگ خردہ نگاہ مے دارد تا بوقتِ فرصت دمار از دماغ خصم بر آرد ۔

شعر

اندک اندک بہم شود بسیار دانہ دانہ است غلہ در انبار

۲۸۔ حکمت ۔ عالم را نشاید کہ سفاہت از عامی بحلم درگذارد کہ ہر دو طرف را زیاں دارد کہ ہیبت ایں کم شود وجہل آں مستحکم ۔

شعر

چو با سفلہ گوئی بہ لطف و خوشی فزوں گردش کبر و گردن کشی

۲۹۔ حکمت ۔ معصیت از ہر کہ صادر شود ناپسند است واز علما ناخوب ترکہ علم سلاح جنگ شیطان است وخداوند سلاح را چوں بہ اسیری برند شرمساری بیشتر شود ۔

مثنوی

عاصی نادان و پریشان روزگار ‌ به ز دانشمند نا پرهیزگار
کان به نابینائی از راه اوفتاد ‌ وین دو چشمش بود و در چاه اوفتاد

۳۰ - حکمت - شیطان با مخلصان برنمی آید و سلطان با مفلسان -

مثنوی

وامش مده آنکه بے نماز است ‌ گرچه دهنش ز فاقه باز است
کو فرض خدا نمے گذارد ‌ از قرض تو نیز غم ندارد

۳۱ - حکمت - دو چیز مخالف عقل است خوردن بیش از رزق مقسوم و مردن پیش از وقت معلوم -

قطعه

قضا دگر نشود ور هزار ناله و آه ‌ بشکر یا به شکایت برآید از دهنے
فرشته که وکیل است بر خزائن باد ‌ چه غم کند که بمیرد چراغ بیوه زنے

۳۲ - پند - اے طالب روزی بنشیں که بخوری و اے مطلوب اجل مرو که جان نبری -

قطعه

جهد رزق ار کنی و گر نه کنی ‌ برساند خدای عزوجل
ور روی در دهان شیر و پلنگ ‌ نخورندت مگر بروز اجل

۴۳ - حکمت - حسود از نعمت حق بخیل است و بندہ
بے گناہ را دشمن مے دارد۔

قطعہ

مردکے خشک مغز را دیدم   رفتہ در پوستین صاحب جاہ
گفتم اے خواجہ گر تو بدبختی   مردم نیک بخت را چہ گناہ

قطعہ

الا تا نخواہی بلا بر حسود   کہ آن بخت برگشتہ خود در بلاست
چہ حاجت کہ با وے کنی دشمنی   کہ وے را چنان دشمن اندر قفاست

۴۴ - قول - یکے را گفتند کہ عالم بے عمل بچہ ماند
گفت بہ زنبور بے عسل۔

بیت

زنبور درشت و بے مروت را گوے   بارے چو عسل نمی دہی نیش مزن

۴۵ - حکمت - ہر آنچہ دانی کہ ہر آئینہ معلوم تو خواہد
شد بہ پرسیدن آن تعجیل مکن کہ ہیبت سلطنت را زیان
دارد۔

قطعہ

چو لقمان دید کاندر دست داؤد   ہمیں آہن بہ معجز موم گردد
نپرسیدش چہ می سازی کہ دانست   کہ بے پرسیدنش معلوم گردد

۳۶۔حکمت۔ هر که با بدان نشیند اگرچه طبیعت ایشان نگیرد لیکن بطریق ایشان متهم گردد چنانکه اگر شخصے بخرابات رود به نماز کردن منسوب گردد به خمر خوردن۔

مثنوی

رقم بر خود بنادانی کشیدی — که نادان را به صحبت برگزیدی
طلب کردم ز دانایان یکے پند — مرا گفتند با نادان مپیوند
که گر صاحب تمیزی خر نمائی — وگر نادانی احمق تر نمائی

۳۷۔حکمت۔ هر که در پیش سخن دیگران افتد تا مایهٔ فضلش بدانند پایهٔ جهلش معلوم کنند۔

قطعه

ندهد مرد هوشمند جواب — مگر آنگه کزو سوال کنند
گرچه بر حق بود فراخ سخن — حمل دعویش بر محال کنند

۳۸۔حکمت۔ ریشے درون جامه داشتم و شیخ رحمة الله علیه هر روز پرسیدے که چون است و نه پرسیدے که کجاست دانستم که از آن احتراز مے کند که ذکر همه عضوے روا نباشد و خردمندان گفته اند هر که سخن نه سنجد از جواب برنجد۔

قطعه

تا نیک ندانی که سخن عین صواب است   باید که بگفتن دهن از هم نگشائی
گر راست سخن گوئی و در بند بمانی   به زان که دروغت دهد از بند رهائی

انتخاب از بهارستان جامی

روضهٔ ششم در حکایات

۱- حکایت - روباهے با گرگ دم مصاحبت می زد،
وقدم موافقت می نهاد - بباغے گذشتند - در استوار
بود - و دیوار پر خار گرد آن گردیدند تا بسوراخے
رسیدند - بر روباه فراخ و بر گرگ تنگ - روباه
آسان در آمد و گرگ بزحمت - فراوان انگورها دیدند
و میوه هائے رنگارنگ یافتند - روباه زیرک بود -
حال بیرون رفتن را ملاحظه نمود - و گرگ غافل چندان
که توانست بخورد - ناگاه باغبان آگاه شد چوبے

برداشت ودروے بہ ایشان نہاد روباہ باریک میان
زود از سوراخ بدر رفت وگرگ بزرگ شکم دران
جا محکم شد ۔ باغبان بروے رسید ۔ چوب دستی کشید ۔
چندانش بزد کہ گرگ نہ مردہ نہ زندہ ۔ پوست دریدہ
پشم کندہ ازان تنگنائے بیرون رفت ۔

قطعہ

زورمندی مکن اے خواجہ بزر کاخر کار زبون خواہی رفت
فربہت کرد بسے نعمت و ناز زان بیندیش کہ چون خواہی رفت

۴ ۔ حکایت ۔ کژدمے زہر مضرت در نیش و تیر در
کیش عزیمت سفر کرد ناگاہ برلب آبے رسید ۔ خشکی
فرو ماند نہ پائے رفتن نہ رائے باز گشتن ۔ سنگ
پشت ایں معنی را از وے مشاہدہ کرد ۔ بروے رحم
نمود و برپشت خودش سوار کرد ۔ وخود را در آب
انداخت ۔ وشنا کنان رو بجانب دیگر نہاد دران
اثنا آواز بگوششش رسید کہ کژدم چیزے برپشت
وے می زند ۔ پرسید کہ ایں چہ آواز است ۔ جواب
داد کہ ایں آواز نیش من است برپشت تو ۔ ہرچند کہ
دانم کہ بران کارگرے آید اما عادت خود نمے توانم

گذاشت - چنانچه گفته اند -

فرد

نیش عقرب نه از پے کین است　　مقتضاے طبیعتش این است

سنگ پشت با خود گفت که هیچ به ازین نیست که این بد سرشت را ازین عمر بد بر بام و نکو سیرتان را از آسیب وے خلاص دہم. آب فرو رفت - و وے را موج بر بود گویا که هرگز نبود -

قطعه

هر عوانے که درین بزمگه شر و فساد　　تا زده حیله بهر حیله ازو سازد و بند
به ازان نیست که در موج فنا غوطه خورد　　وے ز بد خلقی خود خلق ازو باز رهند

۳ - حکایت - موش در دکان خواجه بقال بود - از نقلهاے خشک و میوهاے تر خورد. خواجه بقال آن را مے دید و اغماض می کرد و از مکافات وے اعراض مے نمود. تا روزے بحکم آن که گفته اند -

بیت

"شقی و دون را چو گردد معده سیر　　بر هزاران شور و شر گردد دلیر"

حرصش بران داشت که همیان خواجه ببرید - و از سرخ و سفید هر چه بود بخانهٔ خود کشید - خواجه بوقت حاجت

دست بهمیان برد چون کیسهٔ مفلسان تهی یافت و چون
معده گرسنگان خالی دانست که این کار موش است
گربه را کمین کرد . و او را بگرفت . و رشتهٔ دراز در پای
او بست و بگذاشت تا به سوراخ خود رفت . و باندازهٔ رشتهٔ
غور آن را بدانست . و دنبال آن را بگرفت که سوراخ
را بکند . چنان کرد . چون بخانهٔ وی رسید خانهٔ دید
چون دکان صرافان سرخ و سفید برهم ریخته
و دینار و درهم با هم آمیخته . حق خود بیرون آورد
تصرف نمود . و موش را بیازرد . بچنگال گربه سپرد تا جزای
خود دید . آنچه دید . در مکافات ناحق شناسی خود
کشید آنچه کشید .

قطعه

گر شور و شری هست سراپای جهان را — خرم دل قانع که ز هر شور و شری رست
در عز قناعت چه فتوح آمد و راحت — در حرص فرح نیست مگر درد سری هست

۳ حکایت . رند پاکی بر سر راهی ایستاده بود و چشم
مراقب بر پیچ و راست نهاده . ناگاه از دور سیاهی
پیدا شد . چون نزدیک رسید دید که یکی درنده گرگ
با سگی بزرگ بصورت دوستان صادق و یاران موافق

همراه می آیند - نه آن را ازین توهم فریبے و نه آن را ازغدغۂ آسیبے " روباه پیش دوید و سلام کرد و وظیفۂ احترام بجا آورد و گفت بحمدالله که کین دیرین به مهر تازه بدل شد و دشمنی قدیم به دوستی جدید عوض گشته - امّا مے خواهم که بدانم سبب جمعیتِ شما چیست و باعث این امنیت کیست " سگ گفت "امنیت ما دشمنی شبان است و ما را دشمنی گرگ و شبان مستغنی از بیان هست - و سبب دشمنی من با وے آن که روزے گرگ که امروز مرا دولت رفاقت وے دست داده برمۂ ما حمله کرد - و یکه بره بود - و من چنان که عادت من بود در قفاے وے دویدم - تا آن بره از وے بستانم بوے رسیدم - چون باز آمدم - شبان چوبدستی کشید - و بے موجب مرا برنجانید من نیز رابطۂ دوستی از وے بگسستم - و به دشمن قدیم پیوستم -

قطعه

به دشمن دوست شو زان سان که هرگز به تیغ دشمنی نخراشدت پوست
مکن با دوست چندین دشمنی ساز که بر رغم تو با دشمن شود دوست

۵ - حکایت - یکے روباه را گفت "هیچ توانی که صد درم بستانی و پیغام به سگان ده رسانی" گفت " والله اگرچه

مژدۂ فراوان است اما درین معاملہ خطرۂ جان است"

قطعہ

از سفلۂ نیل مکرمت امید داشتن — کشتی بموج لجۂ دریا فگندن است
پیش عدو زبون شدن از بہر جاہ و مال — خود را بورطۂ خطر جان فگندن است

۶۔ حکایت۔ شترے در صحرا چرا می کرد۔ از خار و خاشاکِ آن صحرا غذا می خورد بخارے رسید چون زلفِ محبوبان درہم و چون روے خوبان تازہ و خرم گردن آز و دراز کرد تا از آن بہرہ گرد۔ دید کہ میان آن افعی حلقہ کردہ۔ و سر بادم فراہم آوردہ۔ بازپس گشت و از آرزوے خود در گذشت۔ خار بن پنداشت کہ احترازوے از زخم سنان اوست و اجتناب وے از تیزی دندان او شتر آن را دریافت و گفت:۔ وہم من ازین مہمان پوشیدہ است نہ از میزبان آشکار و ترس من از زخم دندان مار است نہ از زخم پیکان خار اگر نہ این مہمان بودے میزبان را لقمہ کردمے۔

قطعہ

گر از لئیم بتر رسد کریم نیست عجب — زخست نفس نہ از پشم او استخوان ترسد

کسے کہ پارہ نہد درمیان خاکستر — مقرر است کہ از آتش نہان ترسد

۷۔ حکایت۔ سگے از بہر طعمۂ بے بہرہ در دروازۂ
شہر رسید۔ ایستاد۔ دید کہ قرص نان گردان۔ از شہر
بیرون آمد۔ وروے بصحرا نہاد۔ سگ در دنبال
وے روان شد۔ وآواز داد کہ اے قوت تن
و قوت روان۔ واے آرزوے دل وآرام جان عزم
کجا کردۂ وروے بچہ جا آوردۂ گفت "درین بیابان
با جمعے از سرہنگان از گرگان و پلنگان آشنائی دارم
احرام زیارت ایشان بستہ ام۔ سگ گفت "مرا
مترسان کہ اگر بکام نہنگ و دہان شیر و پلنگ در
روی من در قفاے توام۔ واز تو جدا شدنی نہ۔

قطعہ

آنم کہ عمر خویش ہرگز — خالی نہ شوم ز آرزویت
گر گرد جہان ہمہ بگردی — ساکن نہ شوم ز جستجویت"

قطعہ

آنان کہ جز بنان نبود زندہ جان شان — دارند رو بجز سمت و دونان برائے نان
گر فی المثل ز دست کسان صد قفا خورند — ہمچوں سگ گرسنہ روند از برائے نان

۸۔ حکایت۔ کبوتر را گفتند "چوں است کہ از دو بچہ

بیش نیاری وچون مرغ خانگی بر بیشتر ازان قدرت نداری "گفت "بچه کبوتر غذا از حوصله مادر و پدر مے خورد۔ و چوزۂ مرغ خانگی از مزبلہ راہ گذار از یک حوصلہ غذاے دو بچہ بیش نتوان داد۔ وانہم مزبلہ در روزی ہزار چوزۂ در روز سے توان کشاد "

قطعہ

خواہی کہ شوی حلال روزی ہمخانہ مکن عیال بسیار
دانی کہ درین سراچہ تنگ حاصل نشود حال بسیار

۹۔ حکایت۔ گنجشکے خانہ سوری باز پر داخت ودر فرقۂ آشیان لک لکے خانہ ساخت۔ باز گفتند "ترا چہ مناسبت باجثہ چنین حقیرے با جانورے بدین بزرگی ہمسایہ باشی۔ وخود را در محل اقامت ومنزل استقامت ہم پایہ داری" گفت "من این قدر نیز بدانم اما بدانستہ خود عمل کردن نے توانم۔ در ہمسائگی من مارے ہست کہ چون ہر سال بچگان برآورم وبچون جگر پرورم ناگاہ در خانہ من تازد۔ وبچگان مرا قوت خود سازد۔ امسال از وے گریختہ ام ودر

دامن این بزرگ آویخته. امید می دارم که داد من
از وی بستانند. چنانچه هر سال بچگان مرا او قوت می سازد
امسال این بچگان وی را قوت خود گردانند.

قطعه

چو روباه در بیشهٔ شیر باشد   شود ایمن از زخم واز چنگ گرگان
زبیداد خردان امان یابد آن کس   که گیرد وطن در جوار بزرگان

۱۰۔ حکایت۔ سگی را گفتند "سبب چیست که هر خانه
که باشی گدا گرد آن خانه نتوان گذشت؟" گفت "من
از حرص و طمع دورم و به بی طمعی و قناعت مشهور.
از خوانی به تنگ نانی قانع ام واز بر پارهٔ خشک
استخوانی خورسند. اما گدا مجسمهٔ حرص و طمع و مدعی
جوع و منکر شبع. نان یک هفته اش در انبان - و
تا باشد در طلب نان یک شبه جنبان. غذای دو روزه
اش بر پشت و عصای دریوزه اش در مشت.
قناعت از حرص و طمع دور است و قانع از
حریص و طامع نفور."

قطعه

در هر دلی که عز قناعت نهاد پای   از هر چه بود حرص و طمع را ببست در

هر جا که عرض کرد قناعت متاع خویش
بازار حرص و معرکهٔ آرزو شکست

۱۱- حکایت- روباه بچه با مادر خود گفت "مرا حیله بیاموز- که چون بر کشتا کش سگ در مانم- خود را از آن برهانم" گفت اگرچه حیله فراوان است اما بهتر آن است که در خانهٔ خود بنشینی- نه او ترا بیند و نه تو او را بینی"

قطعه

چو با خصم شو و سفلهٔ آن نه از خرد است
که در خصومت وے مکر و حیله سازکنی
هزار حیله توان ساخت و رہمہ آن به
که هم ز صلح و هم از جنگش احتراز کنی

۱۲- حکایت- سُرخ زنبورے بر مگس عَسَل زور آورد- تا وے را طعمهٔ خود سازد- بزاری بر آمد- که با وجود این همه شهد و عَسَل مراچه محل که آن را بگذاری و به من رغبت آری- زنبور گفت- اگر آن شهد است تو شهد را کافی و اگر آن عسل است تو سرچشمهٔ آنی-

قطعه

اے خوش آن مرد حقیقت که به پیغام و سلام
رو نتابد بسوے مائده وصل رَوَد
اصل چون روے نماید نه پس پردهٔ فرع
فرع را باز گذارد و بسوے اصل رَوَد

۱۳۔ حکایت۔ مورے دیدند بزور مندی کمر بستہ و ملخے را دہ برابر خود بر داشتہ۔ بہ تعجب گفتند "این مور را بہ بینید کہ با این ناتوانی بارے را با این گرانی چوں می کشد۔ مور چوں این سخن بشنید بخندید و گفت "مردان بار را بہ نیروے ہمت و بازوے حمیت کشیدہ اند نہ بقوت تن و صحت بدن"۔

قطعہ

بارے کہ آسمان و زمین سر کشید از آن
مشکل توان بیاوری از جسم و جان کشید

ہمت قوی کن از مدد رہروان عشق
کان بار را بقوت و ہمت توان کشید

۱۴۔ حکایت۔ گاوے در گلۂ خود سالار بود۔ و در میان گاوان بقوت سروں نامدار۔ چوں گرگ روے بہ ایشاں آوردے آفت وے بزخم سرون ایشاں دور کردے۔ ناگاہ دست حادثہ بروے شکست آورد و سرون وے را آفتے رسید بعد ازان چون گرگ را دیدے در پناہ گاوان دیگر خزیدے سبب آن را سوال کردند در جواب گفت۔

رباعی

زان روز کہ از سرون خود ماندم فرد
شد معرکۂ دلاوری بر من سرد

دیرینہ مثلے ہست کہ در روز نبرد
ضربت بود از حربہ و دعوے از مرد

انتخاب از عیار دانش

فوائد یکدل بودن با دوستان

آورده اند کہ در کشمیر مرغزارے بود دلپذیر۔ از درختان سبز و آب ہائے خوش آن سر زمین آراستہ بود۔ روزے زاغے بر بالائے درختے نشستہ زیر و بالا می نگریست و بہ راست و چپ نظر می افگند۔ ناگاہ مردے دید کہ دامے برگردن و توبرہ بر پشت و چوبے در دست گرفتہ تیز بجانب درخت می آید۔ زاغ در اندیشہ شد کہ مگر قصد من دارد یا دیگرے؟ خود در زیر برگے پنہان شد و دیدہ بران گماشت کہ صیاد چہ خواہد کرد؟ صیاد بپائے درخت آمد و دام بگر باز کشید و دانہ فریب بالائے آن پاشید و در کمین گاہ نشست۔ زمانے نہ گذشتہ بود کہ خیل کبوتران در رسید و سردار ایشان کبوترے بود کہ اورا مطوقہ

گفتندے۔ ذہنے روشن و زیرکی تمام داشت۔ کبوتران
چون دانہ دیدند از گرسنگی بے اختیار بسوئے دانہ
میل کردند۔ مطوّقہ از روے مہربانی کہ بزرگان را
باخردمندان می باشد وصاحبان را با ملازمان بہ کبوتران
گفت کہ اندیشہ کردن ضرور است کہ در زیر این
دام نباشد۔ کبوتران از بسیاری گرسنگی عقل نصیحت
شنو را بباد دادہ بودند۔ ہرچند بیشتر نصیحت کرد
حرص کبوتران بیشتر شد۔ مطوّقہ اندیشید کہ اگر ہمراہی
ایشان می گزارد بے وفائی بشود واگر موافقت
می کند دیدہ ودانستہ خود را در بلا می اندازد۔
آخر مطوّقہ عیب بیوفائی برخود نہ پسندیدہ مردن خود
را اختیار کرد وگفت " شاید کہ اندیشۂ من پیش رود
ویاران ہمہ از خوابِ غفلت بیدار شدہ از سخن
منِ بیرون نہ روند و باتفاق کارے ساختہ شود "
القصّہ ہمہ کبوتران فرود آمدند۔ دانہ چیدن ہمان
بود و در دام صیاد افتادن ہمان۔ مطوّقہ فریاد
برکشید کہ من باشما یان گفتم کہ شتاب
کاری ناستودہ است و بے فکر در کارہا آغاز کردن

ناپسندیده۔ کبوتران از ناشنودن نصیحت شرمنده شده
طپیدن گرفتند۔ صیّاد از کمین بر آمد شادی کنان
بسوے دام دوید کبوتران راکہ چشم برصیّاد افتاد
سراسیمہ شدہ پرو بال بیزدند۔
مُطوّقہ گفت اے یاران آن زمان سخن من
گوش نکردید۔ الحال کہ کار از دست افتادہ
است ہر یکے در خلاص خود می کوشید۔ خود را در
نظر نیاوردہ اگر ہرکدام در خلاص دیگرے
کوشید از برکت ہمدردی کار بستہ شما کشاید۔
چنانکہ دو یار در کشتی نشستہ بودند۔ ناگاہ کشتی
بشکست وہر دو در آب افتادند۔ ملاحے خود را
در آب افگند وقصد کرد وگفت اگر برآوردن
ہر دو مرد صورت نہ بندد بارے یکے را برآرم
ہرکہ نزدیک شدے فریاد برآوردے
وگفتے۔

"مرا بگذار ودست یار من گیر"

واگر برآوردن یاران از برآمدن خود بہتر
می دانید بارے ہمہ یکدل ویک رو شدہ زورے

کنید و در پرواز آئید۔ شاید کہ دام بر داشتہ شود و پریدن صورت بندد۔

آخر از دولت اتفاق دام از جائے بر گرفتہ در پرواز آمدند و صیاد از عقب می دوید زاغ با خود گفت کہ این چنین واقعہ پس از دیرے ظاہر می شود۔ ہمان بہتر کہ برائے تجربہ خود آخرِ کار ایشان می شتافتہ باشم۔ این اندیشید واز پئے ایشان می رفت تا آنکہ مطوقہ با یاران۔ خود گفت کہ سوئے آبادانی و باغات پرواز کنیم تا از نظر این صیاد کوتہ بین پنہان شویم و چارۂ کارِ خود پیش گیریم۔ آخر از جانب دشت رو بآبادانی نہادند چون از چشم صیاد پنہان شدند صیاد افسوس کنان برگشت۔ کبوتران از صیاد ایمن شدہ از خلاصی خود بہ مطوقہ سخن کردند وآن خردمند بعد از اندیشۂ گفت درین نزدیکی موشے است زیرک نام از دوستان من و بہ وفا ومروت در میان یاران سرآمدہ است ممکن است کہ کار بستہ از وکشودہ شود۔

پس بویرانۂ کہ موش دراں نزدیکی خانۂ داشت
فرود آمدند۔ چون آواز مطوقہ بگوش موش رسید
در ساعت از خانۂ بیرون آمد یار خود را بستۂ بند
بلا دید۔ بے آرام شدو پرسید اے یار عزیز بچہ
سبب بدین رنج گرفتار شدی؟ چون تو کسے با این
ہمہ دور اندیشی چرا چارۂ کار خود نہ جست
و بدست رنج و محنت خود را گرفتار ساخت؟
مطوقہ سرگذشت را در میان آورد وگفت این
خود ظاہر است امّا در معنی چیزے را کہ خدا نخواستہ
باشد تدبیر چہ چارہ سازد! خواہش الٰہی ماہی را
از دریا بہ ہوا آرد و مرغ را از ہوا بر زمین
افگند۔
زیرک گفت اے مطوّقہ! دل خوش دار۔ ہر
نیک و بدے کہ بکس میرسد چون کار فرمائے
دانا و توانا و مہربان است عین صلاح است۔

بدر دو صاف ترا حکم نیست دم درکش
کہ ہرچہ ساقیِ ما داد عین الطاف است

زیرک پس ازین سخنان تسلی بخشش بریدن بندکہ

مُطوّقہ بآن بستہ شدہ بُود آغاز کرد۔

مُطوّقہ گفت آنچہ میکنی دوستی بجامی آری۔ اے دوست مہربان! نخست بند ہاے یاران بکشاے۔ پس بکشادنِ منِ گرائے۔ موش سخن اُو گوش نکردہ بکارِ خود مشغول بُود۔ مُطوّقہ بمبالغۂ بسیار گفت اے زیرک اگر رضائے من میخواہی راہ آن است کہ اوّل یاران مرا رہائی بدہ و منّت بر جان من بگزار۔

موش گفت این سخن بسیار طُرفہ گفتی مگر ترا بذاتِ خود احتیاج نیست من چگونہ ترا گزاشتہ بدیگران پردازم کہ بہترین اینہا توئی۔

مُطوّقہ گفت مرا درین باب نکوہش منماے آنچہ میگویم بجا آر کہ پیشوائی این کبوتران بنام من نوشتہ اند۔ انچہ بر خدمتگاران لازم بود بجا آوردند و مرا از دامِ صیاد رہائی بخشیدند۔ الحال لائق آن است کہ من ہم گردن خودرا از بار خدمت ایشان خلاص سازم و کار مہتری بجا آرم چہ بتجربۂ روزگاران برخرد مندان جہان یقین شدہ

است کہ ہر فرمان روائے کہ آسایش خود طلبد و رعیت
را درہم گزارد۔ آب دولت او تیرہ شود و
دیدۂ کامرانی او خیرہ گردد۔ پس مناسب آن
است کہ اوّل سر انجام کار ایشان شود۔
موش گفت بادشاہ درمیان رعیت حکم
جان دارد در بدن۔ پس خردمندان را ملاحظۂ
جان کردن بہتر باشد چہ اگر جان بصلاح است
و در بدن زیانے رود باکے نیست و اگر خدانخواستہ
زیان بجان آید از سلامتی بدن چہ کشاید؟
مطوّقہ گفت ترا سر و برگ کار کردن
بسیار است می ترسم کہ اگر از کشادن من آغاز
کنی و ملول شوی یاران در بند باشند امّا چون
من بستہ باشم ہرچند کہ ملول شوی مرا در بند
نخواہی گزاشت۔
موش آفرین بر مردمی مطوّقہ کردہ بندہائے
یاران ببرید و در آخر گردن مطوّقہ را آزاد کرد۔
کبوتران دل شاد شدہ رخصت گرفتہ بآشیانۂ
خود رفتند و موش بسوراخ خود فرو شد۔

زاغ چون دستگیری موش و بُریدن بند ہائے کبوتران دید بدوستی و ہمدمی او میل کرد و با خود گفت آنچہ کبوتران را اُفتاد ازان ایمن نتوان بُود واز دوستی چنیں کس گریز نباشد۔ پس آہستہ بدر سوراخ موش آمدہ آواز داد۔ موش پرسید کہ کیست گفت منم زاغ۔ با تو کارے دارم۔

زیرک مُوشے باخرد بُود وگرم و سرد روزگار دیدہ و برائے روز بد چندین سوراخ نہانی کہ ازان بدر تُوان رفت راست کردہ۔ چون آواز زاغ شنید بر خود بپیچید وگفت ترا با من چہ کار و مرا با تو چہ آشنائی ہ خواست کہ از راہ دیگر بدر رَوَد۔

زاغ سر گزشتِ کبوتران باز نمود و گفت ازان باز کہ این حال دیدہ ام دل بر دوستی تو بستہ ام میخواہم کہ مرا بہ بندگی خود قبول کنی و در دوستان خود شماری۔

موش جواب داد کہ میان من و تو چگونہ

آشنائی شود وکار بدوستی کجا کشد ؛ ترا از روے دوستی ما کردن کشتی بر خشکی راندن است واسپ بر روے دریا تاختن ۔

زاغ گفت بہ نیت درست خواہش نمودہ ام مرا محروم مگزار کہ ہر کہ رو بدرگاہ صاحب دولتانِ کرم پیشہ نہد ہر بدی کہ باشد قبول کنند ۔

موش گفت اے زاغ حیلہ را بگزار کہ خوے شما را نیکو می شناسم از جنس ما نیستی وہم از اں نماندائے کہ بہ بد کرداری شہرت دارند وبفریب نام بر آوردہ اند ۔ در ہیچ صورت از تو در اماں نشوم ۔

زاغ گفت اے زیرک بعقل خود اندیشہ نمائے کہ مرا از آزار تو چہ فائدہ باشد وخوردنِ تو چہ سیری آرد ودر پائداری تو ہزار فائدہ است ۔ من از راہِ دور آمدہ ام ۔ از مردمی تو دور باشد کہ مرا محروم گردانی وچوں باخلاص درست آمدہ ام امید دارم کہ بر ضمیر حق پذیر تو پر تو اندازد ۔

زیرک گفت گرفتم کہ ترا آرزوے دوستی من پدید آمدہ است وبہ گمانِ فائدہ دل بر دوستی من گماری

لیکن بانگ سببے سر رشتۂ محبت گسستہ کنی و بدشمنی گرائی آب ہر چند خوئے آتش گیرد بآتش دوستی نہ پذیرد و دوستا یافتن ہماں و کشتن ہماں است۔

زاغ گفت ایں سخنہا کہ از خرد گفتی شنیدم و پند گرفتم۔ پیش ازانکہ از تو فائدہ یابم آرزوے ملازمت تو کردہ بودم۔ الحال کہ از پند ہائے تو بہرہ مند گشتم ہیچ رو از در تو باز نروم و آب و دانہ بخورم و آرام نگیرم تا مرا بہ دوستی خود سر فراز نسازی و حکما گفتہ اند کہ کریمان و بزرگان زود آشنا شوند و دیر دشمن گردند چون کوزۂ زرین کہ زود راست می شود و دیر می شکند واگر کج گردد بانگ چیزے راست می شود و سفلگان و کوتہ اندیشاں دیر دوست شوند و زود رنجند چوں کوزۂ سفالین کہ راست دیر شود و زود شکند و اصلاح نہ پذیرد۔ اے زیرک ایں سخن و گفتگو بگذار اگرچہ من خود را از کریماں نمی شمارم اما خدمت ایشان کردہ ام۔ از سفلگیہا عار دارم۔ در دوستی خود مرا راستگو و پا بر جاے خیال کن کہ مرا ہیچ وجہ از در تو روے رفتن نیست از راہ مردمی سخن مرا باور کن و ایں کار را بر دل خویش بزرگ

بگردان ۔

زیرک چون درست کرداری وراست گفتاری از
روئے ورائے او فہمید از راہ لطف ومہربانی ۔ زبان
برکشاد کہ مثل تو کہ بخردمندی وبزرگ منشی آراستہ
است اگر دشمنم باشد خواہان صحبت او باید بود
واز سر آزار خود نباید اندیشید وحال آنکہ ترا دوست
ومہربان خود یافتہ ام در دوستی تو چگونہ تاخیر کنم وچرا
بجان خریدار نباشم ؟ این ہمہ گفتگوئے سن برائے آن بود
کہ اندازۂ دانش تو می گرفتم وحال ترا معلوم میکردم کہ
اگر در حق من عذرے کنی عذرے داشتہ باشم وتو ہم
نگوئی کہ دوست سست عنان ونرم شانہ یافتم وپیش
تو عزیز نباشم چہ از آنجا کہ بے انصافی در سرشتہاست
ہرچہ بآسانی بدست آرند کمتر عزیز دارند ۔

پس نزدیک سوراخ آمدہ بایستاد وباب بروے
کشادہ سخن دوستی با زاغ درمیان آورد وگفت اے
زاغ مراتب دوستی اگرچہ بسیار است ۔ اما خردمندان آنرا
بچہار قسم در آوردہ اند وچون بدیدہ اندیشہ نظر
کنی ہیچ مرتبہ ازین چہار مرتبہ بیرون نباشد ۔ اول

دوستے کہ درمیان مال مضائقہ نہ داشتہ باشد۔ دوم در کارِ دوست جان فدا کردن آسان داند۔ سوم اگر در راہ دوستی ناموس برباد دہد غمگین نشود۔ چہارم برائے خاطر دوست خود از مرغوبات خود بگزرد وبرو دشوار نباشد۔

اے زاغ اگرچہ در زمانۂ ما بسیار ناکسا نند کہ از پستی ہمت وبد اصلی ذاتِ مال را از ہمہ عزیز میدانند امّا بدان کہ ایں سخن بآنہا نسبت باخوش طبع بلند فطرت است۔

زاغ چہار مرتبۂ دوستی راشنیدہ خوشحال شد وبدانچہ گفتہ شد عہد استوار کرد ودل زیرک را از اندیشۂ خلاص ساخت وگفت اے زیرک پیش چرا نمی آئی واز نزدیکی خود مرا چرا خرسند نمی سازی مگر ہنوز اندیشہ ماندہ است۔

موش گفت اے خردمند ہرگاہ عہد اخلاص بستہ شد دیگر گنجایش بدگمانی نمی ماند وگرنہ از گوشۂ کاشانہ بیرون نیامدمے امّا اندیشۂ من از یارانِ تست کہ خوئے ایشاں در دشمنی من مثل خوئے تو نیست۔ ترسم کہ

کسے از ایشان مرا بیند و بد اندیشی نماید۔

زاغ گفت این اندیشہ مکن کہ مرا با یاران قرار داد ے است کہ با دوست من دوست باشند و دشمنان مرا دشمن دارند۔

موش گفت اے زاغ این سخن کہ میگوئی صورت راستی دارد امّا میدانی کہ آنہا را با من دشمنی قدیم ست و خرد مندان گفتہ اند ہر کہ با دوست دشمن صحبت ورزد یا با دشمن دوست در آمیزد اورا از دشمنان شمردن مناسب باشد۔

فرد

روئے دل از دو طائفہ برتافتن نکوست

از دوستان دشمن واز دشمنان دوست

ازینجاست کہ حکما گفتہ اند دوستان سہ گروہ اند یعنی دوست و دوست دوست دشمن دشمن وہمچنان دشمنان نیز سہ نوع اند یعنی دشمن ظاہر و دشمن دوست و دوست دشمن۔

زاغ گفت آنچہ فرمودی معلوم شد لیکن دوستی من با تو دران اندازہ است کہ ہر کہ دشمن تو باشد اورا دشمن خود میدانم و ہر کہ جویائے رضائے تست

یار من است و دوستی من بحدّے رسیده است که
اگر از چشم و زبان من که دیده بان تن و ترجمان
دل اند خلاف تو دریابم بیک اشارت هر دو را
نیست و نابود گردانم۔
موش از شنیدن این سخنان خوش دل گشته
پیش آمد و زاغ را گرم پرسید و در کنار گرفت
و با یک دیگر بسر می بردند و روزگار بشاد کامی
میگذراندند و موش از آنچه آئین مهمانداری باشد
بجا می آورد۔ چوں روزے چند برین حال بگذشت
گفت اے برادر اگر تو هم اینجا خانه کنی و اهل وعیال
و فرزندان خود را بیاری از دوستی دور نباشد که
این جائیست بسیار پر فضا و دلکشا۔
زاغ گفت در خوبی جا و لطافت هوا شک ندارم
لیکن بسر راه واقع شده است۔ پیوسته از آمد و شد
رهگذران اندیشهٔ آسیبے باشد۔ در فلان جا مرغزارے
است دلکش و سنگ پشتے از دوستان من آنجا خانه دارد
و طعمه دران نزدیکی بسیار بهم می رسد و از آسیب
حوادث روزگار ایمن توان بود۔ اگر بفرمائی باتفاق

آنجا رویم و زندگانی باقی مانده ، باہم بخوشحالی بگزرانیم ۔

موش گفت ہیچ لعنت برابر ہمراہی تو نمی دانم۔ ہر جا کہ روی جدائی ندارم و این خانہ نیز وطن اصلی من نیست ۔ بے اختیار اینجا اُفتادہ بودم۔ قصّۂ من اگرچہ دراز است امّا بر چیزہائے عجیب و غریب اشتمال دارد۔ چون آرام گاہ قرار یابد ۔ اگر خاطر می خواستہ ، باشد انشاء اللّٰہ از بسیار باز گویم ۔ سخن بدین قرار یافت و زاغ دم موش گرفتہ رُوئے بجانہ سنگ پشت نہاد و سنگ پشت از دور سیاہی زاغ بدید ۔ از ترس بآب فرو رفت زاغ موش را آہستہ از ہوا بر زمین نہاد و سنگ پشت را آواز داد ۔ سنگ پُشت آواز آشنا شنیدہ از آب بر آمد و بدیدار یار گرامی شاد کام شد و گفت " اے یار درین مدّت کجا بودی و چہ حال داشتی ؟"

زاغ قصہ خویش را از آغاز دام انداختن صیّاد تا حال کبوتران بہ تفصیل بیان کرد و گفتگوے کہ در آرزوے دوستی زیرک گزشتہ بود باز گفت ۔

سنگ پشت حقیقت حال دانستہ بدیدارِ موش خوشی
وخرمی نمود وشرایطِ مہمانداری ویار پرستی بجا آورد
وموش را منزلِ مناسب تعیین فرمود وہر کدام بخانۂ
خود رفتہ بشادکامی مشغول شدند۔
چوں ماندگیِ سفر بر انداختند ودران جائے دلکش
بیاسودند روزے زاغ بدیدن زیرک آمد وگفت
"اگر سر وبرگِ سخن داری از سرِ گذشت خود کہ وعدہ
کردہ بودی باسنگ پشت باز گوئی تا سخن پردازی
وخردمندیِ تو آنچنان کہ باید معلوم سنگ پشت
گردد ورابطۂ دوستی ویک جہتی استوار شود وہرا
نیز سرمایۂ دانش بہم رسد۔"
موش باسنگ پشت آغاز سخن کرد وگفت۔
اے برادر! وطن اصلی من کامروپ بودہ است
کہ شہرے است از ہندوستان ومن دران شہر
بگوشۂ زاہدے جائے گرفتہ بودم وموشے چند درگرد
من فراہم آمدہ بودند۔ یکے از خیر اندیشان ہر صباح
برائے زاہد خوردنی آوردے۔ زاہد پارۂ ازان بہ چاشت
بکار بردے وباقی برائے شام ذخیرہ ساختے من منتظر

فرصت می بودم و چون او از خانہ برون می رفت
فی الحال خود را در سفرہ افگندے و بفراغِ دل آنچہ
بایستے بخوردمے و دیگر بر موشان قسمت کردمے۔

زاہد ہر چند از برائے دفع من حیلہ ہا می انگیخت
سود مند نمی آمد تا شبے مہمانے بخانۂ زاہد آمد و پس
از لوازم مہمانداری زاہد پرسید کہ از کجا می آئی و روے
بکدام جانب داری؟ مہمان آنچہ در خاطر داشت جواب
داد و آنچہ زاہد می پرسید بتقریر دلپذیر یک یک را بجواب
پسندیدہ می گفت و من وقت را غنیمت دانستہ با گروہ
خود در کار خوردنی مشغول بودم و زاہد بجہت آنکہ
موشان دور شوند در میانِ سخنِ او دست برہم می
کوفت و مہمان بہ سرِ آں نہ رسیدہ نشانِ بے حرمتی و
بے ادبی فہمیدہ خشمناک گشتہ گفت "اے زاہد درمیان
سخنِ دست برہم کوفتن گویندہ را مسخرہ گرفتن است
این روش ناپسندیدہ از آئینِ درویشی دوراست"

زاہد عذر خواست و گفت "حاشا کہ مسخرگی از من
ظاہر شود۔ این دست برہم کوفتن من برائے رمانیدن
موشان است کہ درین کاشانہ ہجوم کردہ اند و ہرچہ

از خوردنی بہم رسد در می ربایند۔

مہمان راتسلی خاطر شد وپرسید "ہمہ موشاں خیرہ اند یا بعضے از آنہا بیشتر دلیر اند"؟

زاہد گفت "یکے از ایشاں بسیار دلیر است کہ رُوبرو بے اندیشہ ہمہ خوردنی از دستر خوان می رباید"

مہمان بزاہد گفت "بخاطر می رسد کہ دلیری آں موش بے سببے نخواہد بود وظاہر چناں است کہ در خانۂ نقدے دارد کہ بپشت گرمی آں دلیری وتیزی می نماید۔ اگر مفلس وبے نوا بودے ایں تازگی از حال او ظاہر نشدے چہ گفتہ اند کہ آنکس کہ بے زر است چوں مرغ بے بال وپر است۔ بیا تا سوراخ موش را زیر وزبر کردہ بنگریم کہ سر انجام کار بکجا می کشد"۔

زاہد فی الحال تبرے حاضر گردانید ومن آں ساعت در سوراخ دیگر بودم وآنچہ بایکدیگر می گفتند می شنیدم در کاشانۂ من ہزار دینار زر بود کہ براں غلطیدمے واز تماشائے آں مرا خوشی وخوشحالی روی می داد۔ آخر الامر مہمان خانۂ مرا بشگافت وہر چہ سرمایۂ شادمانی

بود از زر همه برگرفت وبزاهد گفت" این بود مایهٔ دلیری
پس ازین حرکتِ ناپسندیده نخواهد کرد" ومن این سخن
بشنیدم ونشان ناتوانی درخود زیان زیاده می دیدم
واندیشهٔ گزاشتن آنجا می کردم. بیشتر روزگارے نگزشت
که موشان دیگر که کمر بندگی چست بسته بودند واز
روئے اخلاص خدمت می کردن آن روش را بر
گردانیده بچشم سُبکی می دیدند چو آشنایان آتش ودوستان
نان بودند ازمن روگردانی کرده بدشمنان پیوستند.
بخود می گفتم که ازین آزرده خاطر نباید بود. مثل
مشهور است که هرکه مال ندارد یار ندارد ومرد تهیدست
هر کاریکه آغاز کند تمام نشود وآرزوے که از دلِ او
سر بر زند میسر نگردد. چون آب بارانِ زمستان که بدریا
نتواند رسید واز کم مایگی وبے مددی در راه بآخر
شود. بزرگان گفته اند هرکه برادر نه دارد هرجاکه افتد
غریب باشد وهر کرا فرزند نبود نام او از روزگار بر
افتد وهرکه مفلس وبے چیز بود از دوستان بهره نیابد.
تهیدستان راهیچ دوست نباشد ودوستی سفله ها وپست
همتان بر غرض خود می باشد. نه از وفا اثرے دارند ونه

از مردمی نخیرے۔

مثنوی

این دغل دوستان که می بینی مگسانند گردِ شیرینی
تا طعامے که هست می نوشند همچو زنبور بر تو می جوشند
باز وقتے که ده خراب شود کیسه چوں کاسهٔ رباب شود
ترک صحبت کنند و غمخواری دوستی خود نبود پنداری
راست گویم سگان بازارند کاستخوان از تو دوست تر دارند

وگزارندگانِ سخن آورده اند که بزرگے را پرسیدند "چند دوست داری" ؟

گفت "نمی دانم۔ روزگارے آراستهٔ دارم۔ همه کس لاف دوستی می زنند۔ اگر مال وجاه از من رود معلوم گردد که یار کیست واغیار کدام ؟ روزِ آزمائش دوستان وامتیاز ایشان از دشمنان روز بینوائی است"۔

حکیمے را پرسیدند "سبب چه باشد که مردم بدوستی مال داران می گرایند و به بے درمانِ کم مایه آشنائی نمی کنند" ؟

جواب داد مال محبوب خلق است۔خود را نزد هر کس

که مال داشته باشد می رسانند و تعظیم او بجا می آرند
وچون مال از دست برود پیرامنش نگردند ۔"

درین محل یکے از هوشان که بیشتر از همه لاف
اخلاص زدے وهر لحظه صحبت مرا سرمایهٔ سعادت
جاوید دانستے بیگانه وار بر من بگذشت. من او را طلبیده
گفتم "ترا چه واقع شد؟ آن همه مهربانی و دوستی که
داشتی کجا رفت"؟

آن بیوفا روے درهم کشیده بدرشتی پیش آمد وگفت
"ابله شخصے بوده. مردم هیچ یکے را بهرزه ملازمت
نکنند. آن لحظه که درم داشتی وکرم می نمودی ما هم
ملازمان تو بودیم. الحال مفلس شده خواهش بیهوده
چرا می کنی؟ از پیشینان بمن رسیده است که مفلس چنانکه
از لذت دنیا محروم است بسا باشد که از رضاے الهی
نیز محروم ماند چه بے زری واحتیاج او را بروزدی
وناراستی دارد. پس با چنین کس دوستی ورزیدن
لائق نیست ۔"

من گفتم "بیوفائی بگزار وازسخنان بیوفایان بگزر.
پیش ازین مگو. نفس خود نکوهش فقر منما که پسندیده

خردمندان وستودهٔ خدا طلبان است "

پس روئے ازان موشان برتافتم و بار دیگر بر سوراخ شتافتم۔ دیدم کہ زرہا را زاہد ومہمان بریکدیگر قسمت کردند۔ وزاہد حصّہ خودرا در خریطہ کردہ بزیر بالین نہاد۔ طمع شوم باز مرا در جنبش آورد۔ با خود گفتم کہ اگر ازان زر چیزے بدست آید سرمایۂ شادمانی وپیرایۂ کامرانی گردد و دوستان وبرادران بخدمت رغبت نمایند ومجلس آراستہ وصحبت پیراستہ گردد۔

دریں اندیشہ چنداں صبر کردم کہ بخفتند۔ آنگاہ آہستہ آہستہ متوجہ بالین زاہد شدم ومہمانِ کاردیدہ خودرا در خواب انداختہ از من باخبر بود۔ ہمیں کہ نزدیک شدم چوبے بر پائے من زد کہ از رنج کوفتہ شدم و پائے کشاں بسوراخ رفتہ در پئے درمانِ خود شدم۔ چوں درد آرامش یافت بار دیگر طمعِ شوم مرا از خانۂ خود برآورد ایں بار مہمان زاہد چوبے بر تارک من زد کہ بحیلہ بسیار خود را بسوراخ افگندم وبیہوش افتادم واز درد آں زخمہا لذت مال فراموش شد۔ آخر دانستم کہ سرہمہ بلاہا طمع است۔ تا مرغے طمع در دانہ نگند بستۂ دام

نشود وتا آدمی درآمید واز نگشاید بخواری وزاری نگراید عجب از کسانیکه راحت در بسیاری مال طلبند وندانندکه از کمی آسائش توان یافت وبزرگی در جمع کردن مال دنیا جویند وندانند که از ترکِ آن بدرجه بلند توان رسید۔

پس کارِ من ازین سرگذشت بآنجا رسید که نهال طمع از زمین دل برکندم واز شاخسار رضا میوۂ قناعت بدست آوردم۔ سر بر خط روزگار نهادم وبسر نوشت ایزدی رضا دادم وباخود گفتم که دنیا ازین حادثہا از بدی خود خبر می دہد وسعادتمندان را آگہی می دہد که ہیچ دولتخانہ نیست که اثر مکرِ او بآن نرسیدہ است کرا بُرج افراشت که نیفگند وکجا نہال نشاند که از بیخ وبار بر نکند ہ یا که تکلفے نمود که خویش نخورد وبر که در دولت کشود که ہزار محنت از پےِ او درنیاورد ہا این بیوفا بآن نمی ارزد که براے او رنجے برند وغم بود ونبود وغصۂ زیان وسود او خورند۔

بعد ازین واقعه از خانۂ زاہد برآمده بصحرا درآمدم ودر گوشۂ قناعت بسر می بردم تا بتقریب دوستی کبوتر

با زاغ آشنائی دست داد و عقد یک جهتی با او بسته شد
و او خوبیهاے ترا با من باز گفت و نمایانهٔ دوستی تو
در دلِ من جا گرفت ـ بهمراهی زاغ بآشیانهٔ تو آمدم ـ
شکر خدا که بصحبت تو خرسند شدم ـ امید که بهمراهی
تو مرا بسرِ منزلِ مقصود رساند ـ این است سرگذشت
من "

سنگ پشت چون اینها بشنید آغازِ مهربانی و دستداری
نموده گفت " چنانچه تو بهمراهی و دوستی من سرگرم
شدهٔ من نیز در یک جهتی امید وارم که این رابطهٔ
محبت استوار گردد و شکر خدا که از تجربهٔ تو مرا پندے
تمام رسید و فائده ها بر گرفتم و روشن شد که خردمندان
را درین جهان باندکے خرسند باید بود و دست خواهش
پیش هر کس نباید دراز کرد و هر که بگوشه و توشهٔ
قناعت نگزیند بدو آں رسد که بداں گربه حریص
رسید "

انتخاب رقعات عالمگیری

رقعہ ۔ مہین پور سلطنت ۔ برائے اضافہ پسر چار ہیں که ظاہرا بسیار دوست میدارند عرضداشتیکہ نوشتہ بودند بمطالعہ در آمد ۔ بیشی مراتب خرد بر بزرگ امکان ندارد طرفہ تر اینکہ آں فرزند کہ خبر خانہ خود ندارند خبر پرداخت پسر از کجا یافتند ۔ بہر حال ۔

ع ۔ عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است

بپاس خاطر آں فرزند بطور دیگر رعایت کرده خواہد شد ۔

رقعہ ۔ فرزند عالیجاہ ۔ ڈالی انبہ مرسلۂ آں فرزند بذائقہ پدر پیر خوشگوار آمده برائے نام انبۂ گمنام استدعا نموده اند چوں آں فرزند جودت طبع دارند روا دار تکلیف پدر پیر چرا می شوند ۔ بہر حال شد ہارس ورسنا بلاس نامیده شد ۔

رقعہ۔ فرزند عالی جاہ محمد اعظم حفظ اللہ تعالیٰ وسلم
ظاہر اور سواری خیلے جلد وتند میروند۔ چنانچہ سید سائبان
بردار ایشان از پا افتاد و زندگی را جواب داد۔ مدتے
درحضور بحضور ماندہ طریق سواری دیدہ اند چرا خلاف
آن پسندیدہ اند۔

فرد

آہستہ خرام بلکہ مخرام زیر قدمت ہزار جانست

رقعہ۔ فرزند عالی جاہ باظہار جاسوسان معلوم شد
کہ شاہراہ از بہادر پور تا خجستہ بنیاد خالی از مخاطرہ نیست
قطاع الطریقان مال بیوپاریان و مسافرین بغارت می
برند و مترددین باینست نمی توانند آمد و رفت نمود۔
ہرگاہ در قرب لشکر ما وشما این حال بودہ باشد وائے
بر حال طرق دوردست۔ معلوم میشود کہ منہیان اخبار
معتبر بآن فرزند نمی رسانند۔ از آنجا کہ غفلت و بے
پروائی خلاف طریق ریاست وجہانبانی نیست کاتبان
جدید تہدید تعین نمایند و عملہ و فعلہ پیشین را بسزا
رسانند و فوجے متعدد مقرر سازند کہ استیصال مفسدان
از بیخ وبن کردہ شاہراہ از شر جماعت حرامیان پاک

سازند ننگ بدعملی تا کے گوارا تواں کرد۔

من نمیگویم زیاں کن یا بفکرِ سود باش   اے زفرصت بیخبر در ہر چہ باشی زود باش

رقعہ۔ فرزند عالی جاہ۔ شغل و عمل عاملِ محال جاگیر آن عالیجاہ از فرد مرسلہ سوانح نگار ظاہر میگردد۔ غفلت از روز جزا چرا

ع۔ داد داد از دست غفلت داد داد

رقعہ۔ فرزند عالی جاہ گلشن رواں نام اسپ پھلواری کہ آن عالی جاہ برائے سواری ما فرستادہ اند بسیار پسند کردیم خرامش بایال و جمال ہمہ صفات فرسیت دارد۔ بر اسپ نیلو فر وچوا چندن کہ بتواتر سوار میشوند ظاہرا از سواری آنہا پر محظوظ اند و اسپ ترکی بنام خوشخرام و صبا رفتار پیشکش امانت خاں کہ در اہتمام الہ یار خاں تیار شدہ اند برائے آن فرزند میفرستادیم۔ امّا آختہ بیگی ممسک اشک میریزد کہ اسپان خوب چرا میدہند۔ بہر حال ماخواہیم فرستاد۔

رقعہ۔ فرزند عالی جاہ۔ اسپ ترکی کہ این مرتبہ فرستادہ اند صورت و سیرت خوب دارد از اسپ اولیں ہم خوب بر آمد سبک سیر نام گذاشتیم کہ اسم با مسمےٰ باشد۔

رقعہ ۔ فرزند عالی جاہ ۔ پسران شمشیر خان جدا جدا شدند
استعفائے آنہا بے سببے نخواہد بود ۔ قدر یارا بانمکی حرف
برانداختن و از جدیدان توقع کار داشتن محض بے معنی ۔
با آفتاب مشرق بدیوار و ایشان در چنین خیال بہر حال
اگر در حضور اقدس بیایند و منصب پادشاہی اختیار نمایند
مضائقہ نداریم ۔

انتخاب از تاریخ زینت الزمان
مرزا محمد شیرازی

ذکر بادشاهی فردوس مکانی ظهیرالدین محمد بابر بادشاه در مملکت هندوستان

در زمانے کہ عمر شیخ مرزا در شهر اندجان بود
در ۸۸۸ھ مطابق ۱۵ ماه فروری ۱۴۸۳ع عیسوی از بطن
قتلق نگار خانم دختر یونس خان فرزندے بوجود
آمد موسوم بہ محمد بابر میرزا گردید چون بہ سن
دوازده سالگی رسید از جانب پدر ایالت خطہ
اندجان یافت۔ چون عمر شیخ مرزا در چهارم رمضان
۸۹۹ھ از بام افتاده رحلت نمود۔ محمد بابر میرزا باتفاق امرا

پنجم ماه مذکور به تخت حکومت اندجان نشست۔ و خواجه
عبدالله احرار که قطب وقت بود اسم اورا ظهیر الدین
محمد نهاد۔ بعد ازان در ماوراءالنهر با سلاطین چغتائی اوزبک
جنگیده سمرقند را مسخر نمود چون سلاطین اوزبک بخیال
تسخیر ماوراءالنهر لشکر عظیم بسمت بخارا کشیدند طاقت مقاومت
در خود ندیده متوجه بدخشان گردید۔ و بدخشان را متصرف
شده در اواخر سنه ۹۱۰ هجری کابل را هم بدست آورد۔ در
سنه ۹۱۳ قندهار را تسخیر نمود (تا این زمان اولاد امیر تیمور
را مرزا می گفتند) حکم داد بعد ازین مارا بادشاه گویند و در
آخر این شاهزاده محمد همایون در کابل تولد یافت و چون
در سال ۹۲۷ خان میرزا حاکم بدخشان فوت شد بابر شاه
شاهزاده همایون را که سیزده ساله بود بحکومت آن
ولایت نامزد ساخت بابر شاه پانزده سال در ماوراءالنهر
کابل حکومت نمود در آئین اکبری مرقوم است که بابر شاه
بیرون کابل در دامنه کوه حوض کوچکے از سنگ مرمر
ساخته بود از شراب پر مے کرد۔ و با مردم خوش طبع
دران جا بزم نشاط می داشتند و این بیت مکرر مے
خواندند۔

بیت

نوروز و نو بہار مے و دلبران خویش بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

و در سال ۹۳۲ھ ہجری عزیمت تسخیر ہندوستان را نمودہ متوجہ آن سمت گردید۔ چوں نزدیک دہلی رسید سلطان ابراہیم لودی با یک لک سوار و ہزار زنجیر فیل در میدان پانی پت کہ بہ دہلی سہ منزل است نزول نمودہ قریب یک ہفتہ ہر دو لشکر باہم زود خورد مے کردند تا آں کہ روز جمعہ ۸ رجب ۹۳۲ھ لشکر صف آرائی نمودہ از جانبین جنگ ہائے مردانہ می کردند۔ بہادران لشکر بابری داد مردانگی مے دادند۔ چوں تائید الٰہی ہم عنان موکب بابری بود نسیم فتح بر پرچم علم اقبال بابری وزیدہ شکست بر سپاہ افغان افتاد و سلطان ابراہیم با جمعے از مقربان کشتہ گشتند۔ و سلطنت ہند بعد انقضائے یک صد و سی و یک سال از فتح امیر کہ در این مدت نہ بادشاہ از اولادِ افاغنہ بر تختِ دہلی نشستہ بودند۔ نصیب بابر بادشاہ گردید۔ بعد از فتح دوازدہم شہر مذکور داخل دہلی گردید۔ و بر تخت سلطنت جلوس نمودہ فرمانروائے ممالک ہند گشت۔ بعد ازان شاہزادۂ ہمایوں را با گرہ

فرستاد، تا خزائن آنجا را ضبط نماید. شاهزاده چون باگره رسید بکرماجیت راجه نام از اولاد حکام گوالیار الماسے بشاهزاده پیشکش نمود که هشت مثقال وزن داشت شاهزاده اموال وخزانهٔ آن جا را تصرف نموده مراجعت نمود و چند گاه در خدمت پادشاه توقف نموده ازان رخصت گرفته روانه سنبهل شد. بعد از شش ماه بعارضهٔ تپ مبتلا شده پادشاه اورا بحضور طلب نموده معالجه کرد. قدرے ازان بیماری سبکبار شده پادشاه بهمان مرض مبتلا گردید چون آثار انتقال از وحیات احوال پادشاه ظاهر گشت ارکان دولت را حاضر ساخته نخست نصائح بلند و وصایائے ارجمند که سرمایه سعادت ابدی بود نموده شاهزاده همایون میرزا را ولی عهد و جانشین خود ساخته وامرا را متابعت شاهزاده امر نمود. آخر الامر در ششم جمادی الاول ۹۳۷ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۵۳۰ء در چهار باغ آگره برحمت ایزدی پیوست و در باغے که الحال نور افشان مشهور است و آن باغ اکنون در قبضه هندوے است و وے اورا به آرام باغ موسوم نموده شش ماه برسم امانت نگاه داشته جنازه اش را به کابل برده دفن نمودند.

ذکرِ سلطنتِ جنّت مکانی نورالدین محمّد جهانگیر بادشاه غازی

در سال ۹۷۷ هجری مطابق ۳۱ اگست ۱۵۶۹ء محمد جهانگیر از بطن جوده بائی بوجود آمد. دران وقتے که محمد اکبر شاه مریض بود شاهزاده محمد جهانگیر بعزم ملاقاتِ پدر از اله آباد به آگره آمد. هنوز در بین راه بود که بادشاه رحلت نمود. اکثر امرا و اعیان به سلطنت سلطان خسرو ولد محمّد جهانگیر که در ریعان جوانی در خدمت جدّ گرامی حاضر بود اتفاق داشتند. و شیخ فرید که از امرائے معتبر آن سلسله بود مخالفتِ جمهور را اختیار کرده مذکور داشته که باوجود ولدِ ارشد مهام سلطنت به پسر زاده خالی از اشکال نیست. امرا ترک آن اراده را نموده به سلطنت جهانگیر راضی شدند. و محمّد جهانگیر شاه در ماه ربیع الثانی سال ۱۰۱۴ هجری در اکبرآباد بر سریر سلطنت جلوس نمود. سلطان خسرو که مدعی سلطنت بود چون حال

بدین منوال دید با جمعے که شریک مصلحت و محلِ اعتماد وے
بودند از اکبر آباد بر آمده راهِ خود سری بیهوده تا حدود
لاهور رفت و در آنجا جمعے از جنود چغتائی و افغانان بدو
پیوسته قریب دوازده هزار سوار فراهم آورده بطرف
اکبر آباد آمده آمادهٔ جنگ شد۔ در اوّل حمله از لشکر بادشاهی
شکست خورده فرار نمود۔ بادشاه به اطرافِ ممالک فرمان
داد که هر جا سلطانِ خسرو را یابند دستگیر کرده بحضور فرستند
تا آن که بر کنارِ لاهور کشتی بانان اورا گرفته به قلیچ خان
حاکمِ لاهور خبر دادند۔ خانِ موصوف اورا بحضور بادشاه
فرستاد۔ بادشاه فرمود خسرو را به زندان فرستند۔ و
رفقائے او را بر دار کشند۔ در سال ششم از جلوس نورجهان بیگم
صبیهٔ مرزا غیاث بیگ را خواستگاری نمود۔ و با و محبت
رسانیده که در آخرِ عهد نامِ بیگم در سکّه نقش مے شد چنین۔

شعر

بحکم شاه جهانگیر یافت صد زیور　　بنام نورجهان بادشاه بیگم زر

و بادشاه همیشه می گفت که من سلطنتِ هند را به
نورجهان بخشیده‌ام و مرا بجز نیم سیر کباب و یک سیر شراب
هیچ در کار نیست۔ بالجمله جهانگیر به نیروے طالع و قوتِ

بخت از قندهار تا دریائے عمان و کابل تا سرحد بنگاله در
حیطۂ تصرف در آمد و در سنه ۱۰۳۶ به کشمیر توجه نمود. در
آنجا تکسّر مزاجی بهم رسانیده. رایات عالیات بجانب لاهور
باستهزاز آمد. در اثنائے راه روز یک شنبه بیست و نهم
ماه صفر ۱۰۳۷ھ مطابق بیست و هشتم اکتوبر ۱۶۲۷ء بعالم
جاودانی سفر کرد و نعش او را به لاهور فرستاده در باغے
که نور جهان تعمیر کرده بود بخاکش سپردند. ۲۲ سال
۸ ماه شاهی نمود.

انتخاب از کتب جدیدهٔ ایران

مکالمات

تعلیمات مدنیه

س - تمدّن چیست؟

ج - تمدّن عبارت است از اجتماع انسان در شهرها و قصبات وغیره و بایکدیگر الفت گرفتن و آمیزش کردن و حوائج خویش را به معاونت یکدیگر برآوردن -

س - اصول تمدّن چیست؟

ج - اصول تمدّن عبارت است از کسب علوم و معارف و صنایع و ترویج تجارت و ثبات در اصول مذهب و تهذیب اخلاق -

س - انسان متمدّن کدام است؟

ج - انسان متمدّن آنست که همیشه مایل باتحاد واتفاق باامثال خود بوده و در تکمیل صنایع و فنون کوشش می نمایند و از میان شان اشخاص عالم وتاجر وصنعت گر وغیره

ظهور می نمایند و برای آسایش خویش وشهر و قصبه و قریه بنا می کنند و مجالس شرعی و عرفی وسیاسی وغیره تاسیس می نمایند۔

س ۔ انسان وحشی کیست ؟

ج ۔ انسان وحشی آنست که در بیابان ها و جنگل ها سر گردان بسر برده واز میوه جات و برگ ۔ نباتات۔ وشکار حیوانات سد جوع نموده وتمام عمر خویش را بجهالت وبدبختی گذرانیده و مانند سباع یکدیگر اذیت وآزار می رسانند۔

س ۔ انسان چادر نشین کدام است ؟

ج ۔ انسان چادر نشین آنست که در بیابان ها زیر چادر ها زندگانی نموده وبرحسب اختلاف فصول تغیر مکان داده و سرچشمهٔ معیشت ایشان از گله چرانی وکار های دیگر است قبیل شبانان وایلات که مانند وحشیان ادراک عمارت ساختن وآبادی نداشته واز خود هیچ اثری نمی گزارند۔

س ۔ در تعلیمات مدنیه از چه گفتگو می شود ؟

ج ۔ در تعلیمات مدنیه از حقوق ملت واساس دولت وروابط آن با یکدیگر گفتگو می شود۔

س ۔ ملت چیست ؟

ج ۔ ملت جماعتے است که در مبداء تاریخ و لسان و

عادات وآداب یکسان باشند -

س - دولت کرا گویند ؟

ج - دولت عبارت است از هیئتی که امور سیاسیهٔ مملکت را اداره می نمایند -

س - حقوق ملّت چیست ؟

ج - حقوق ملّت عبارت است از آزادی ومساوات وحاکمیت -

س - آزادی چیست ؟

ج - آزادی عبارت است از اینکه شخص هر کارے را که میل دارد بکند بشرط آنکه ضررے بدیگران وارد نیارد -

س - مساوات چیست ؟

ج - مساوات عبارت است از اینکه عموم افراد ملت درمقابل امور سیاسی وملکی متساوی الحقوق می باشند -

س - خانواده چیست ؟

ج - خانواده عبارت است از پدر ومادر وفرزندان ایشان که غالباً دریک خانه سکنی داشته باشند -

س - وظیفهٔ شخص نسبت بپدر ومادر چیست ؟

ج - وظیفهٔ شخص نسبت به پدر ومادر آنست که ایشان را

احترام نموده و اوامر مطاعه آنان را مجری ساخته تا بتواند در حق شان نیکی نموده و اسباب رنجش ایشان را فراهم نیاورد۔

تاریخ

س۔ تاریخ چه علمے است؟

ج۔ تاریخ علمے است که از حالات گذشتگان گفتگو نموده و سلاطین و رجال بزرگ و حکما و شعراے هر زمان را توصیف و درجه تمدن و تربیت علم و صنعت و اخلاق و آداب هر ملت را بیان می نماید۔

س۔ دانستن تاریخ براے ما لازم است؟

ج۔ بر افراد هر ملتے واجب است که تاریخ وطن خود را بداند و از اعمالیکه باعث عزت و افتخار یا ذلت و افتقار آنان شده بخوبی مسبوق و از کارهائیکه موجب اضمحلال و انقراض آنان گردیده اجتناب نماید۔

س۔ وسعت خاک ایران در قدیم چه قدر بوده؟

ج۔ مملکت ایران در زمان قدیم خیلے وسعت داشته و چهار برابر ایران حالیه بوده است۔

س۔ ایرانیان قدیم با ایرانیان حالیه چه تفاوت داشته اند؟

ج۔ ایرانیان قوم خیلے قدیمی هستند و با ایرانیان حالیه از حیث اخلاق و آداب و کیش و مذهب و خط و زبان خیلے تفاوت داشته اند۔

س ۔ صفات ایرانیان قدیم چہ بودہ ؟

ج ۔ ایرانیانِ قدیم راستگو و وطن پرست وخوش اخلاق و مہمان دوست وشجاع ودلیر واسلحۂ آنہا شمشیر ونیزہ وکمان وسپر بودہ است ۔

س ۔ ایرانیان قدیم موحد بودند یا مشرک ؟

ج ۔ ایرانیان قدیم موحد بودند یعنی بخدائے یگانہ معتقد بودند واورا ہورمزد می نامیدند ۔

س ۔ ایرانیان قدیم چہ مذہب داشتند ؟

ج ۔ ایرانیان قدیم زردشتی مذہب بودند یعنی پیغمبر شان زردشت نام داشتہ کتاب آسمانی آنہا موسوم بہ اوستا وزند کہ شرح اوستا می باشد ۔

س ۔ خط وزبانِ ایرانیانِ قدیم با ایرانیانِ حالیہ چہ تفاوت دارد ؟

ج ۔ ایرانیانِ قدیم یک قسم فارسی حرف می زدند کہ حالا مانمی فہمیم وخط آنہا خط میخی بودہ ولی زبان حالیۂ ما فارسی مخلوط بعربی وخط ما خط نستعلیق است ۔

س ۔ سلسلۂ اول پادشاہان ایران راچہ می نامند ؟

ج ۔ سلسلۂ اول پادشاہان ایران راپیشدادیان گویند ۔

س ۔ اول پادشاہ پیشدادی کیست ؟

ج ۔ اول کسی کہ در ایران بسلطنت رسیدہ کیومرث نام داشتہ این پادشاہ ترتیب لباس دوختن وغذا پختن رابمردم آموخت ۔

س۔ استخر کجا واقع است؟
ج۔ استخر شہرے است در فارس و خرابہ ہائے آن ہنوز باقی ومعروف بہ تخت جمشید است۔
س۔ جانشین جمشید چہ نام داشتہ؟
ج۔ جانشین جمشید ضحاک عرب است و او پادشاہے بود ظالم وسفاک۔ گویند روے دوش ہاے ضحاک دو سلعہ وبعقیدۂ بعضے دو مار بودہ وبرائے مرہم آن ہر روز دو نفر آدم می کشتند ومغز سر آنہارا روے آن دو زخم می گذاشت۔
س۔ نتیجۂ ظلم ضحاک چہ شد؟
ج۔ آخر مردم از ظلم ضحاک بہ تنگ آمدہ آہنگری کاوہ نام کہ از اہل اصفہان بود چرم پارۂ بر سر چوب کرد وآن را علم قرار داد مردم در تحت آن لوا جمع شدہ بر ضحاک بشوریدند واورا گرفتہ رسانیدند۔
س۔ علمے راکہ کاوۂ از چرم پارہ ساختہ چہ شد؟
ج۔ علمے راکہ کاوۂ آہنگر از چرم پارۂ ساختہ درفش کاویانی نام نہادند وآن را بجواہر زینت دادہ در جنگ ہا اسباب نصرت می دانستند۔ آخر آن علم در جنگ قادسیہ بدست اعراب افتاد وجواہر آنرا بردند۔
س۔ بعد از ضحاک کے بسلطنت رسید؟
ج۔ بعد از ضحاک فریدون کہ از اولاد جمشید بود بپادشاہی

رسید و این پادشاه بداد ودہش معروف است۔
گویند این بادشاه مملکت خود را بیان سہ پسرش قسمت کرد۔ ایران را بایرج۔ وشام را بہ سلم۔ وترکستان را بہ تور واگذار نمود۔ بعضے از مورخین وجہ تسمیۂ ایران وتوران راہمان اسم ایرج وتور میدانند۔
س۔ سلسلۂ دوم سلاطین ایران راچہ می نامند؟
ج۔ سلسلۂ دوم سلاطین ایران را کیان گویند؟
س۔ اول پادشاه این سلسلہ کیست؟
ج۔ سرسلسلۂ سلاطین کیان کیقباد نام داشتہ کہ از اولاد منوچہر وپادشاہے عادل ورعیت پرور بود۔ این بادشاه با افراسیاب تورانی جنگ ہائے بسیار کرد ودر این جنگ ہا رستم پسر زال کہ از پہلوانان مشہور است تورانیان را شکست داد تا صلح کردند۔
س۔ بعد از قباد کے بادشاه شد؟
ج۔ از قباد پسرش خسرو یا کسریٰ بسلطنت رسید واو ملقب بانوشیروان عادل واز بزرگ ترین سلاطین معروف است۔
س۔ وزیر بزرگ رانوشیروان چہ نام داشت۔
ج نوشیروان وزیر عاقلے داشت کہ بزرجمہر نام داشتہ۔
س۔ پیغمبر ما در چہ زمان متولد شده اند؟
ج۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در اواخر سلطنت نوشیروان

در شهر مکہ پایۂ تخت عربستان متولد شدند ۔

س ۔ خسرو پرویز چگونہ پادشاہے بود؟

ج ۔ خسرو پرویز آخرین پادشاہ بزرگ ساسانی می باشد کہ بکثرت گنج و مال و حشمت و جلال مشہور است ۔

س ۔ آخرین پادشاہ ساسانی چہ نام داشتہ؟

ج ۔ آخرین پادشاہ ساسانی یزدگرد سوم است در زمان سلطنت او ابوبکر خواست ایران را بگیرد عمرش وفا نکردہ درگذشت ۔

س ۔ کے دولت ساسانی را منقرض نمود؟

ج ۔ چون نوبت خلافت بعمر رسید با ایرانیہا بناے جنگ را گذاشت و در سہ جنگ اول قادسیہ دوم در جلولا سوم در نہاوند ایرانی ہا شکست خوردند و یزدگرد مدت دہ سال فراری بود آخر بدست آسیابانے در مرو در ۳۱ہ بیست ہجری مقتول و دولت ساسانی منقرض گردید ۔

س ۔ مدتِ سلطنت ساسانیان چہ قدر است؟

ج ۔ مدت سلطنت ساسانیان چہار صد و پانزدہ سال طول کشید و پایۂ تخت آنہا در مدائن نزدیک بغداد است ۔

س ۔ مملکت ایران چند سال در تصرف اعراب بود؟

ج ۔ مملکت ایران تنہا و از شش صد سال در تصرف

اعراب بود ولی در این مدت فقط دویست سال اقتدار کامل داشتند۔
وباین واسطۂ وضع زندگانی ایرانی ها درین مدت خیلے تغیر کرد ۔
س ۔ظہور دولت اسلام در احوال ایرانی ہا تغیرے داد یا خیر؟
ج ۔ چون اعراب مملکت ایران را تصرف کردند بسیارے از
ایرانی ہا مسلمان شدند وزبان با عربی مخلوط شدہ خط ایرانی ہم منسوخ
وخط عربی یعنی کوفی و نسخ جاے آنرا گرفت ۔
س ۔ مؤسس سلطنت سلسلۂ سامانی کیست وچہ کار ہا کردہ است؟
ج ۔مؤسس سلسلۂ سامانیان اسمٰعیل است کہ پادشاہے عادل و
عاقل و بزرگ وار بودہ. واز طرف خلفاے عباسی حکومت ماوراءالنہر
راداشت ودر سال دویست وہفتاد ونہ ہجری با عمرو لیث صفاری
جنگ نمود واورا مغلوب کرد ودائرہ حکومتش وسعت یافت ومالک
خراسان سیستان طبرستان ۔ ترکستان ۔ رے ۔ اصفہان گردید ۔
س ۔ قاچاریہ در کجا مسکن داشتند؟
ج ۔ قاچاریہ طایفہ بودند ترک کہ ابتدا در استرآباد نفوذ
پیدا کردہ بعد در صدد وتحصیل تاج وتخت ایران برآمدند وفتح
علی خان و پسرش محمد حسن خان نیز جان خود را روے این خیال
گذاشتند. ولی عاقبت آغا محمد خان باین مقصود نائل گشت ۔
س ۔آخرین بادشاہ قاچاریہ کیست وعلت انقراض چیست؟

ج - آخرین پادشاه قاجاریہ احمد شاہ است کہ بواسطہ عدم لیاقت وکفایت بکار مملکت توجہی نداشت و روز بروز خرابی وہرج ومرج می افزود تا موقعے کہ دراروپا بعیش وعشرت مشغول بود مجلس شورای ملی اورا از سلطنت خلع وبسلطنت صدوسی وپنج سالۂ قاجاریہ خاتمہ دادہ وحکومت موقتی را بہ رضا خان پہلوی واگذار وانتخاب سلطنت برائے مجلس موسس واگذار شد۔

س - پس از خلع احمد شاہ کہ بسلطنت رسید؟

ج - پس از یک ماہ ونمایندگان مجلس موسسان درمرکز حضورہم رسانیدہ وبپاس زحمات وخدمات بے پایان اعلیٰحضرت رضا خان پہلوے سلطنت را باکثریت آراء مجلس مذکور باعلیٰ حضرت ایشاں تفویض گردید۔

س - مراسم تاجگذاری درچہ تاریخ بعمل آمد؟

ج - اعلیٰ حضرت پہلوے دربیست وپنجم آذرماہ شمسی ۱۳۰۴ بہ تخت سلطنت جلوس نمود وبعد از دوماہ دیگر والاحضرت شاپور محمد رضا فرزند خودرا بولایت عہدے منصوب ودرچہارم اردی بہشت ۱۳۰۵ تاجگذاری نمود۔

انتخاب از روضۂ حکم محمود طرزی

ژاپان، چه بود و چه شد

ژاپان مملکتے ست در شرق اقصی و عبارت است
از بعضے جزایر مجتمعۂ مرکبہ کہ در بحر محیط کبیر شرقی و منتہائی
شرق برعظیم افتادہ۔ قبل از چہل سال نامی و نشانی ازین
مملکت بجز در صحایف بعضے تواریخ و در اوراق بعضے کتب
جغرافی وجود نبود۔ اہالی این مملکت با دد و دیو ہمخو و از
منہج تمدن یکبارہ بیکسو بودند۔ در حین جلوس پادشاہ
کنونی بجز معدودے چند در تمام مملکت کسے بکتابت
و قرائت آشنا نبود۔ عرابہ و آلات نقلیہ بجز عرابہ ہائے بارکش
گاوے در آن ممالک وسیع پیدا نمی شد۔ خوراک اہالی اکثر
از جینہ بودے و مدرسہ ہا عبارت از مدرسہ ہائے کہنہ
فرسودہ بود کہ تعلیم در انہا بجز از خصایص دین بت پرستی
دگر چیزے نبود۔ کشتیہائے آنان از ساقۂ درختان بزرگ
کہ جوف شان را کاویدہ بودند و در نہرہا و سواحلہائے دریا
کہ آبش کم بودے در گشت و گزار بودندے کار و مشغولیت

شان بجز سفک دماء همدیگر و غضب و نهب مال یکدیگر دگر
چیزے نبود .

ولی پس از جلوس این بادشاه کنونی بدو سه سال
ناگهان از خواب غفلت بیدار شدند و بلاد و ثغور را از چهار سو
درمیان دشمن به احاطه دیدند بادشاه عاقل این نکتهٔ
مهم را درک نموده در صدد اصلاح حال ملک و ملت
خویشتن برآمد اول مجلس بسیار بزرگی از جمیع طبقات ملت
خود منعقد ساخت . وخطابهٔ بسیار موثری برانان بخواند .
واحتیاجات ولوازمات ملک وملت رایگان یگان براے
شان نمود حتی دراثنائے خطابه از شدت تاثیر وکثرت تحسر
گلوگیر شده بگریست . حضار مجلس نیز متاثر شده برائے گریستن
گذاشتند . وهم دران مجلس همه بیکبارگی در خصوص پیشرفت
علوم وفنون وصنایع مابین خود بآئین ودین خویشتن سوگند
یاد کردند . وازانوقت تاکنون که همه از سی سال بیش نیست
بجد وجهد هرچه تمامتر برآبادی ملک خویش کوشیدند . ودر فراهم
آوردن اسباب ترقی وتمدن وعمران بلدان خویش لحظهٔ کوتاهی
نکردند . تاآنکه امروزه روز با دول متمدنهٔ فرنگستان بنائے
رقابت وهمچشمی گذاشتند . وبلکه برانها تفوق وبرتری هم جستند

واز همه صنایع فرنگستان بی نیاز آمدند. کشتیهای جنگی مانند
کشتیهای جنگی انگلیس آماده ساختند. وسی وپنجهزار باب
مدرسه برای آموختن علوم وفنون مختلفه باز کردند که پیوسته
دران دو ملیون شاگرد برای آموختن موجودند در صنایع
و وقت کار از همه فرنگان گوی سبقت ربودن.

هفت سال قبل ازین حکم دولتی صادر گردید که تا پنج سال
همگی باید نوشتن وخواندن را بیاموزند. پس همه یکبار
بتدریس وتعلم انهماک ورزیدند که اکنون در جمیع ژاپان عدد
مردمان بی سواد بنسبت شش در صد رسیده است.

یکماه قبل ازین امتیازات دولیه را بالکلیه از بیخ بر کنده
همه بیگانگانرا تابع قانون مملکت خود نمودند. دولت ایتالی
درینخصوص هرچه احتجاج نمود بجائی نرسید. واردات شان
امسال بچهل ملیون لیرای انگلیس بالغ گردید. جمیع بلادشان
را بواسطهٔ راه آهن بهمدیگر پیوستند. لشکرشان در نظام وترتیب
با سپاه بهترین دولی از فرنگستان پهلو به پهلو زده در میدان
جنگ چابکی وچالاکی شانرا بتصدیق علمای فن حرب فرنگستان
برجهانیان آشکارا ساختند.

پارسال (۱) چهل و هشت هزار کتاب در علوم و فنون و صنایع
وغیره منطبع ساختند.

علاوه بر سد احتیاجات داخلهٔ مملکت اکثر ممالک فرنگ
اکنون به امتعه و صنایع ایشان محتاج میباشند. دین شان
چون کیش بت پرستی بود دیدند که این دین بکار شان نمی آید
بلکه مایهٔ معطلی و مستوجب عدم ترقی شان است لاجرم علمای
افاضل بهر دیار فرستاده کتب ادیان موجوده را از تمام
ملل روی زمین گرد آوردند و اکنون نزدیک است که یک شریعت
منقحی برای خود شان اتمام نمایند.

زبان شان چون خیلی ثقیل و مانند لسان لنگ بود
دیدند که این نیز سبب تعطیل ترقی و تقدم شان است لهذا
علمای لغت شناس برای جمع لغات باکناف و اطراف عالم
فرستاده لغت هر قوم و گروهی را بدست آوردند. و لغتی
را از آن میان برگزیدند که دارای جمیع لغات مستعمله میباشد
و بواسطهٔ آن از نوشتن و نقل کردن جمیع لغات از هر زبانیکه
باشد با مراعات حدود و قواطع و مخارج نخواهند شد. رخت
ولباس خود شان را منافی آداب تمدن یافتند اشکال رخت

---

(۱) از پارسال مراد ۱۳۰۶ هجری است که از آن وقت تا بحال هزارها قدم پیشتر رفته اند.

والیهٔ جمیع ملل را جمع کرده از انها طرز مخصوصی را برگزیدند.
آداب واخلاق خود شان را پسندیدند پس قواعد مخصوصی
برای معاشرت یگانه وبیگانه برای خود مهیا نمودند که کسی
را با اختلاف مشرب ومذهب از خود آزرده نکنند. عدد
روزنامه های سیاسی واخبار شان دو هزار ودو صد عدد
جریده های علمی وفنی آنان هشتصد عدد وچاپخانه ومطبعه
سی ودو هزار عدد اطبای قانونی شهادت نامه دار
هفتاد ودو هزار عدد دایه وحکیمه سی ونه هزار عدد
کشتیهای جنگی وغیره چهار صد وسی. عدد لشکر منتظم معلم ودیدنیا
آسایش هفتصد هزار ودر وقت جنگ هر انچه لازم شود
چه همه لشکر اند وهمه آموخته اند وهمه آزموده اند بارے
اگر مفردات ترقی وتمدن این ملت کوشش مند خرد پسند را
خواهیم که بنگاریم بخوبی دانیم که نتوانیم آفرین برین سعی وغیرت
وشاباش برین همت وحب وطنیت.

حصہ دوم

نظم

انتخاب از بوستان سعدی

دیباچہ

بنام جہاندار جان آفرین — حکیم سخن بر زبان آفرین
خداوند بخشندۂ دستگیر — کریم خطا بخش و پوزش پذیر
عزیزے کہ ہر کز درش سر بتافت — بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت
سر پادشاہان گردن فراز — بدرگاہِ او بر زمین نیاز
نہ گردن کشان را بگیرد بفور — نہ عذر آوران را براند بجور
وگر خشم گیرد بکردارِ زشت — چو باز آمدی ماجرا در نوشت
اگر با پدر جنگ جوید کسے — پدر بیگمان خشم گیرد بسے

وگر خویش راضی نباشد ز خویش　　چو بیگانگانش براند ز پیش
وگر بنده چابک نیاید بکار　　عزیزش ندارد خداوندگار
وگر بر رفیقان نباشد شفیق　　بفرسنگ بگریزد از وے رفیق
وگر ترک خدمت کند لشکری　　شود شاه لشکر کش از وے بری
ولیکن خداوندِ بالا و پست　　بعصیان در رزق بر کس نبست

در عدل و رائے و تدبیر جہانداری

نگنجد کرمہاے حق در قیاس　　چه خدمت گزارد زبانِ سپاس
خدایا تو این شاه درویش دوست　　که آسایش خلق در ظل اوست
بسے بر سر خلق پاینده دار　　بتوفیق طاعت دلش زنده دار
برومند دار از درخت امید　　سرش سبز و رویش برحمت سفید
براه تکلف مرو سعدیا　　اگر صدق داری بیار و بیا
تو منزل شناسی و شه راه رو　　تو حق گوے و خسرو حقائق شنو
چه حاجت که نه کرسی آسمان　　نهی زیر پائے قزل ارسلان
مگو پاے عزت بر افلاک نه　　بگو روے اخلاص بر خاک نه
بطاعت بنه چهره بر آستان　　که این است سر جادهِ راستان
اگر بنده سر برین در بنه　　کلاه خداوندی از سر بنه

چو طاعت کنی لبس شاهی مپوش — چو درویش مخلص برآور خروش
که پروردگارا توانگر توئی — توانای درویش پرور توئی
نه کشور خدایم نه فرمانده‌ام — یکی از گدایان این درگهم
چه برخیزد از دست و کردار من — مگر دست لطفت شود یار من
تو بر خیر و نیکی دهم دسترس — وگرنه چه خیر آید از من بکس
دعا کن بشب چون گدایان بسوز — اگر می‌کنی پادشاهی بروز
کمر بسته گردن کشان بر درت — تو بر آستان عبادت سرت
زهی بندگان را خداوندگار — خداوند را بندهٔ حق گزار

حکایت

یکی دیدم از عرصهٔ رودبار — که پیش آمدم بر پلنگی سوار
چنان هول زان حال بر من نشست — که ترسیدم پای رفتن ببست
تبسم کنان دست بر لب گرفت — که سعدی مدار آنچه دیدی شگفت
تو هم گردن از حکم داور مپیچ — که گردن نپیچد ز حکم تو هیچ
چو خسرو بفرمان داور بود — خدایش نگهبان و یاور بود
محالست چون دوست دارد ترا — که در دست دشمن گذارد ترا
ره این است رو از طریقت متاب — بنه گام و کامی که خواهی بیاب
نصیحت کسی سودمند آیدش — که گفتار سعدی پسند آیدش

نیاساید اندر دیار تو کس / چو آسایش خویش خواهی و بس

نیاید بنزدیک دانا پسند / شبان خفته و گرگ در گوسفند

برو پاس درویش محتاج دار / که شاه از رعیت بود تاجدار

رعیت چو بیخند و سلطان درخت / درخت ای پسر باشد از بیخ سخت

مکن تا توانی دل خلق ریش / وگر میکنی میکنی بیخ خویش

اگر جاده بایدت مستقیم / ره پارسایان امید است و بیم

گزند کسانش نیاید پسند / که ترسد که در ملکش آید گزند

وگر در سرشت وی این خوی نیست / دران کشور آسودگی بوی نیست

اگر پای بندی رضا پیش گیر / وگر یکسواره سر خویش گیر

فراخی دران مرز و کشور مخواه / که دلتنگ بینی رعیت ز شاه

ز مستکبران دلاور بترس / ازان کو نترسد ز داور بترس

دگر کشور آباد بیند بخواب / که دارد دل اهل کشور خراب

خرابی و بدنامی آید ز جور / بزرگان رسند این سخن را بغور

رعیت نشاید به بیداد کشت / که مر سلطنت را پناهند و پشت

مراعات دهقان کن از بهر خویش / که مزدور خوشدل کند کار بیش

مروت نباشد بدی با کسی / کزو نیکوی دیده باشی بسی

حکایت

شنیدم که جمشید فرخ سرشت ‌ ‌ ‌ بسرچشمهٔ بر بسنگے نوشت
بدین چشمه چون ما بسے دم زدند ‌ ‌ ‌ برفتند چون چشم بر هم زدند
گرفتیم عالم بمردی و زور ‌ ‌ ‌ ولیکن نبردیم با خود بگور
چو بر دشمنے باشدت دسترس ‌ ‌ ‌ مرنجانش کو را همین غصه بس
عدو زنده سرگشته پیرامنت ‌ ‌ ‌ به از خون او کشته در دامنت

حکایت

شنیدم که دارائے فرخ تبار ‌ ‌ ‌ ز لشکر جدا ماند روز شکار
دوان آمدش گله بانے به پیش ‌ ‌ ‌ شهنشه برآورد تعلق زکیش
بصحرا در از دشمنان دار باک ‌ ‌ ‌ که در خانه باشد گل از خار پاک
برآورد چوپان بدول خروش ‌ ‌ ‌ که دشمن نیم در هلاکم مکوش
من آنم که اسپان شه پرورم ‌ ‌ ‌ بخدمت درین مرغزار آورم
ملک را دل رفته آمد بجاے ‌ ‌ ‌ بخندید و گفت اے نکوهیده رائے
ترا یاوری کرد فرخ سروش ‌ ‌ ‌ وگرنه زه آورده بودم بگوش
نگهبان مرعی بخندید و گفت ‌ ‌ ‌ نصیحت ز یاران نشاید نهفت
نه تدبیر محمود و رائے نکوست ‌ ‌ ‌ که دشمن نداند شهنشه ز دوست

چنانست در مهتری شرط زیست　　که هر کهتری را بدانی که کیست

مرا بارها در حضر دیدهٔ　　ز خیل و چراگاه پرسیدهٔ

کنونت بمهر آمدم پیش باز　　نمیدانیم از بداندیش باز

توانم من اے نامور شهریار　　که اسپے برون آرم از صد هزار

مرا گله بانی بعقل است و رائے　　تو هم گلهٔ خویش داری بپاے

دران دار ملک از خلل غم بود　　که تدبیر شاه از شبان کم بود

حکایت

خبر یافت گردن کشے در عراق　　که میگفت مسکینے از زیر طاق

تو هم بر درے هستی امیدوار　　پس امید بر در نشیناں برآر

دل دردمنداں برآور ز بند　　که هرگز نباشد دلت دردمند

پریشانی خاطر دادخواه　　براندازد از مملکت پادشاه

تو خفته خنک در حرم نیمروز　　غریب از بروں گو بگرما بسوز

ستانندهٔ دادِ آں کس خداست　　که نتواند از پادشه دادخواست

گفتار

مها زورمندی مکن بر کهاں　　که بر یک نمط می نماند جهاں

سرپنجهٔ ناتواں بر مپیچ　　که گر دست یابد برآید بهیچ

بسر گفتمت پاے مردم زجاے   کہ عاجز شوی گر درآئی زپاے
دل دوستان جمع بہتر کہ گنج   خزینہ تہی بہ کہ مردم برنج
میانداز در پاے کار کسے   کہ افتد کہ در پایش افتی بسے
تحمل کن اے ناتوان از قوی   کہ روزے تواناتر از وے شوی
بہمت برآر از ستیہندہ شور   کہ بازوے ہمت بہ از دست زور
لب خشک مظلوم را گو بخند   کہ دندان ظالم بخواہند کند
ببانگ دہل خواجہ بیدار گشت   چہ داند شب پاسبان چون گذشت
خورد کاروانی غم بار خویش   نسوزد دلش بر خر پشت ریش
گرفتم کز افتادگان نیستی   چو افتادہ بینی چرا ایستی

حکایت

یکے بر سر شاخ و بن می برید   خداوند بستان نگہ کرد و دید
بگفتا گر این مرد بد می کند   نہ با من کہ با نفس خود می کند
نصیحت نجات است اگر بشنوی   ضعیفان میفگن بکتف قوی
کہ فردا بداور برد خسروے   گدائے کہ پیشت نیرزد جوے
چو خواہی کہ فردا بوی مہتری   مکن دشمن خویشتن کہتری
کہ چون بگذرد بر تو این سلطنت   بگیرد بقہر آن گدا دامنت
مکن پنجہ از ناتوانان بدار   کہ گر بفگنندت شوی شرمسار

که زشتست در چشم آزادگان / بیفتادن از دست افتادگان
بزرگان روشندلِ نیکبخت / بفرزانگی تاج بردند و تخت
بدنبالهٔ راستان کج مرو / وگر راست خواهی ز سعدی شنو

در معنی نکوکاری و بدکاری و عاقبت آن

نکوکار مردم نباشد بدش / نورزد کسی بد که نیک آیدش
شر انگیز هم در سر شر رود / چو کژدم که با خانه کمتر رود
اگر نفع کس در نهادِ تو نیست / چنین جوهر و سنگ خارا یکیست
غلط گفتم ای یار شایسته خوی / که نفعست در آهن و سنگ و روی
چنین آدمی مرده به ننگ را / که بروی فضیلت بود سنگ را
نه هر آدمی زاده از دد به است / که دد ز آدمی زادهٔ بد به است
به است از دد انسانِ صاحب خرد / نه انسان که در مردم افتد چو دد
چو انسان نداند بجز خورد و خواب / کدامش فضیلت بود بر دواب
سوار نگون بخت بی راه رو / پیاده برد زو برفتن گرو
کسی دانهٔ نیک مردی نکاشت / کزو خرمن کام دل برنداشت
نه هرگز شنیدیم در عمر خویش / که بد مرد را نیکی آمد به پیش

حکایت

شنیدم که از نیک مردے فقیر — دل آزرده شد پادشاہے کبیر
مگر بر زبانش حقے رفته بود — ز گردن کشی بر وے آشفته بود
بزندان فرستادش از بارگاه — که زور آزمایست بازوے شاه
ز یاران یکے گفتش اندر نهفت — مصالح نبود این سخن گفت گفت
رسانیدن امر حق طاعت است — ز زندان نترسم که یک ساعت است
همان دم که در خفیه این راز رفت — حکایت بگوش ملک باز رفت
بخندید کو ظن بیهوده برد — نداند که خواهد دران حبس مرد
غلامے بدرویش برد این پیام — بگفتا بخسرو بگوائے غلام
که دنیا همین ساعتے بیش نیست — غم و خرمی پیش درویش نیست
نه گر دستگیری کنی خرمم — نه گر سر بری بر دل آید غمم
ترا گر سپاه است و فرمان و گنج — دگر من فرومانده در ضعف و رنج
تو گر کامرانی به فرمان و گنج — مرا اگر عیال است و حرمان و رنج
بدروازه مرگ چون در شویم — بیک هفته باهم برابر شویم
منه دل برین دولت پنج روز — تن خویشتن را بآتش مسوز
نه پیش از تو بیش از تو اندوختند — به بیداد کردن جهان سوختند
چنان زی که ذکرت به تحسین کنند — چو مردی نه بر گور نفرین کنند

نباید به رسم بد آیین نهاد — که گویند لعنت بران کین نهاد
وگر سر برآرد خداوند زور — نه زیرش کند عاقبت خاک گور
بفرسود دل تنگ روی از جفا — که بیرون کنندش زبان از قفا
چنین گفت مرد حقائق شناس — ازین هم که گفتی ندارم هراس
من از بی زبانی ندارم غمی — که دانم که ناگفته داند همی
اگر بی نوائی برم ور ستم — گر عاقبت خیر باشد چه غم
عروسی بود نوبت ماتمت — گرت نیک روزی بود خاتمت

گفتار اندر نواختن یتیمان و رحمت بر حالت ایشان

پدر مرده را سایه بر سر فگن — غبارش بیفشان و خارش بکن
ندانی چه بودش فرو مانده سخت — بود تازه بی بیخ هرگز درخت
چو بینی یتیمی سر افگنده پیش — مده بوسه بر روی فرزند خویش
یتیم ار بگرید که نازش خرد — وگر خشم گیرد که بارش برد
الا تا نگرید که عرش عظیم — بلرزد همی چون بگرید یتیم
برحمت بکن آبش از دیده پاک — بشفقت بیفشانش از چهره خاک
اگر سایهٔ خود برفت از سرش — تو در سایهٔ خویشتن پرورش
من آنگه سر تاجور داشتم — که سر در کنار پدر داشتم

اگر بر وجودم نشستے مگس — پریشان شدے خاطر چند کس
کنون گر بزندان برندم اسیر — نباشد کس از دوستانم نصیر
مرا باشد از دردِ طفلان خبر — که در طفلی از سر برفتم پدر

حکایت در ثمرۂ نیکوکاری

یکے دید در خواب صدرِ خجند — که خارے ز پائے یتیمے بکند
همی گفت و در روضه ها می چمید — کزان خار بر من چه گلها دمید
مشو تا توانی ز رحمت بری — که رحمت برندت چو رحمت بری
چو انعام کردی مشو خود پرست — که من سرورم دیگرے زیر دست
اگر تیغ دورانش انداختست — نه شمشیر دوران هنوز آختست
چو بینی دعاگوے دولت هزار — خداوند را شکر نعمت گزار
که چشم از تو دارند مردم بسے — نه تو چشم داری بدست کسے
کرم خوانده ام سیرت سروران — غلط گفتم اخلاق پیغمبران

حکایت در اخلاق پیغمبران

شنیدم که یک هفته ابن السبیل — نیامد به مهمان سرائے خلیل
ز فرخنده خوئی نخوردے بگاه — مگر بے نوائے در آید ز راه
برون رفت و هر جانبے بنگرید — بر اطراف وادی نگه کرد و دید

به تنها یکی در بیابان چو بید — سر و مویش از برف پیری سفید
به دلداریش مرحبائے بگفت — برسم کریماں صلائے بگفت
کہ اے چشمہائے مرا مردمک — یکے مردمی کن بناں و نمک
نعم گفت و برجست و برداشت گام — کہ دانست خلقش علیہ السلام
رقیبان مہمان سرائے خلیل — بعزت نشاندند پیر ذلیل
بفرمود و ترتیب کردند خوان — نشستند بر ہر طرف ہمگنان
چو بسم اللہ آغاز کردند جمع — نیامد ز پیرش حدیثے بہ سمع
چنیں گفتش اے پیر دیرینہ روز — چو پیران نمے بینمت صدق و سوز
نہ شرط است وقتیکہ روزی خوری — کہ نام خداوند روزی بری
بگفتا نگیرم طریقت بدست — کہ نشنیدم از پیر آذر پرست
بدانست پیغمبر نیک فال — کہ گبرست پیر تبہ بودہ حال
بخواری براندش چو بیگانہ دید — کہ منکر بود پیش پاکاں پلید
سروش آمد از کردگار جلیل — بہیبت ملامت کناں کائے خلیل
منش دادہ صد سالہ روزی و جاں — ترا نفرت آمد ازو یک زمان
گر او می برد پیش آتش سجود — تو باپس چرا می بری دست جود

گفتار اندر احسان با مردم نیک و بد

گرہ بر سر بند احسان مزن — کہ این زرق و شیدست و آں مکر و فن

زبان می کند مرد تفسیر دان　　که علم و ادب می فروشد بنان
کجا عقل یا شرع فتوے دہد　　که مرد خرد دین به دنیا دہد
ولیکن تو بستان که صاحب خرد　　از ارزان فروشان برغبت خرد

حکایت پدر ممسک و فرزند جوان مرد

یکے رفت و دنیا ازو یادگار　　خلف بود صاحبدلے ہوشیار
نه چون ممسکان دست بر زر گرفت　　چو آزادگان دست ازو برگرفت
ز درویش جا را نماندے برش　　مسافر به مهمان سرائے اندرش
دل خویش و بیگانه خرسند کرد　　نه همچون پدر سیم و زر بند کرد
ملامت کنے گفتش اے باد دست　　بیک ره پریشان مکن هرچه هست
بسالے توان خرمن اندوختن　　بیک دم نه مردی بود سوختن
چو در تنگ دستی نداری شکیب　　نگهدار وقت فراخی حسیب

مثل

به دختر چه خوش گفت بانوے ده　　که روز نوا برگ سختی بنه
همه وقت بردار مشک و سبوے　　که پیوسته در ده روان نیست جوے
به دنیا توان آخرت یافتن　　بزر پنجهٔ دیو بر تافتن
ز دست تهی بر نیاید امید　　بزر برکنی چشم دیو سفید

وگر هرچه داری بکف برنهی کفت وقت حاجت بماند تهی
گدایان بسعی تو هرگز قوی نگردند و ترسم تو لاغر شوی

باز آمدم بحکایت فرزند خلف

چو مناع خیر این حکایت بگفت ز غیرت جوان مرد را رگ بخفت
پراگنده دل گشت ازان گفتگوی برآشفت و گفت ای پراگنده گوی
مرا دستگاهی که پیرامن است پدر گفت میراث جد من است
نه ایشان به خست نگهداشتند بحسرت بمردند و بگذاشتند
بدستم نیفتاد مال پدر که بعد از من افتد بدست پسر
همان به که امروز مردم خورند که فردا پس از من بیغما برند
خور و پوش و بخشای و راحت رسان نگه می چه داری ز بهر کسان
برند از جهان با خود اصحاب رای فرومایه ماند بحسرت بجای
زر و نعمت اکنون بده کان تست که بعد از تو بیرون ز فرمان تست
به دنیا توانی که عقبی خری بخر جان من ورنه حسرت خوری

حکایت اندر راحت رسانیدن بهمسایگان

بزارید وقتی زنی پیش شوی که دیگر مخر نان ز بقال کوی
ببازار گندم فروشان گرای که این جو فروش است و گندم نمای

نه از مشتری کار و حاجت بکس | به یک هفته رویش ندیدست کس
بدلداری آن مرد صاحب نیاز | بزن گفت کاے روشنائی بساز
به امید ما کلبه آن جا گرفت | نه مردی بود نفع ازو وا گرفت
ره نیک مردان آزاده گیر | چو استادهٔ دست افتاده گیر
ببخشاے کانان که مرد حقند | خریدار دکان بے رونقند
جوان مرد اگر راست خواهی ولی ست | کرم پیشهٔ شاه مردان علی ست

حکایت

شنیدم که مردے براه حجاز | بهر خطوه کردے دو رکعت نماز
چنان گرم رو در طریق خداے | که خار مغیلان نکندے ز پاے
بآخر ز وسواس خاطر پریش | پسند آمدش در نظر کار خویش
بتلبیس ابلیس در چاه رفت | که نتوان ازین خوبتر راه رفت
گرش رحمت حق نه دریافتے | غرورش سر از جاده برتافتے
یکے هاتف از غیب آواز داد | که اے نیک بخت مبارک نهاد
مپندار گر طاعتے کردهٔ | که نزلی بدین حضرت آورده
باحسانے آسوده کردن دلے | به از الف رکعت بهر منزلے

حکایت

بسرهنگ سلطان چنین گفت زن — که خیز ای مبارک در رزق زن
برو تا ز خوانت نصیبی دهند — که فرزندگانت به سختی درند
بگفتا بود مطبخ امروز سرد — که سلطان بشب نیت روزه کرد
زن از ناامیدی سر انداخت پیش — همی گفت با خود دل از فاقه ریش
که سلطان ازین روزه گوئی چه خواست — که افطار او عید طفلان ماست
خورنده که خیرش برآید ز دست — به از صائم الدهر دنیاپرست
مسلم کسی را بود روزه داشت — که درمانده را دهد نان چاشت
وگرنه چه حاجت که زحمت بری — ز خود بازگیری و هم خود خوری
خیالات نادان خلوت نشین — بهم برکند عاقبت کفر و دین
صفائیست در آب و آئینه نیز — ولیکن صفا را بباید تمیز

حکایت در معنی احسان با خلق خدا

یکی در بیابان سگی تشنه یافت — برون از رمق در حیاتش نیافت
کله دلو کرد آن پسندیده کیش — چو حبل اندران بست دستار خویش
بخدمت میان بست و بازو گشاد — سگ ناتوان را دمی آب داد
خبر داد پیغمبر از حال مرد — که داور گناهان او عفو کرد

الا گر جفا کاری اندیشه کن — کرم پیشه گیر و وفا پیشه کن

کسے با سگے نیکوئی گم نه کرد — کجا گم شود خیر با نیک مرد

کرم کن بران کت برآید ز دست — جهانبان در خیر بر کس نه بست

گرت در بیابان نباشد چهے — چراغے بنه در زیارت گہے

به قنطار زر بخش کردن ز گنج — نه چندان که دینارے از دسترنج

برد هر کسے بار در خورد زور — گران است پیش ملخ پائے مور

تو با خلق نیکی کن اے نیک بخت — که فردا نگیرد خدا با تو سخت

گر از پا در آید نماند اسیر — کہ افتادگان را بود دستگیر

به آزار فرمان مده بر رسی — که باشد که افتد بفرمان دہی

چو تمکین و جاهت بود بر دوام — مکن زور بر مرد درویش عام

که افتد که با جاه و تمکین شود — چو بیذق که ناگاه فرزین شود

نصیحت شنو مردم نیک بین — نباشد درو هیچ دل تخم کین

خداوند خرمن زیاں مے کند — که بر خوشه چین سرگراں می کند

نترسد که نعمت به مسکین دهد — وزان بار غم بر دل این نهد

بسا زورمندا که افتاد سخت — بس افتاده را یاوری کرد بخت

دل زیر دستان نباید شکست — مبادا که روزے شود زیر دست

حکایت

یکے سیرت نیک مردان شنو — اگر نیک مردی و پاکیزه رو

که شبلی ز حانوت گندم فروش — به ده برد انبان گندم بدوش
نگه کرد موری در آن غله دید — که سرگشته از هر طرف می‌دوید
ز رحمت بر او شب نیارست خفت — بماوای خود بازش آورد و گفت
مروت نباشد که این مور ریش — پراگنده گردانم از جای خویش
درون پراگندگان جمع دار — که جمعیتت باشد از روزگار
چه خوش گفت فردوسی پاک زاد — که رحمت بر آن تربت پاک باد
میازار موری که دانه کش است — که جان دارد و جان شیرین خوش است
سیاه اندرون باشد و سنگدل — که خواهد که موری شود تنگدل
مزن بر سر ناتوان دست زور — که روزی بپایش در افتی چو مور
نبخشود بر حال پروانه شمع — نگه کن که چون سوخت در پیش جمع
گرفتم ز تو ناتوان تر بسیست — تواناتر از تو هم آخر کسیست

گفتار اندر جوانمردی و ثمرهٔ آن

ببخش ای پسر کآدمی زاده صید — باحسان توان کرد و وحشی بقید
عدو را بالطاف گردن ببند — که نتوان بریدن بتیغ این کمند
چو دشمن کرم بیند و لطف و جود — نیاید دگر خبث از او در وجود
مکن بد که بد بینی از یار نیک — نروید ز تخم بدی بار نیک
چو با دوست دشوار گیری و تنگ — نخواهد که بیند ترا نقش و رنگ

دگر خواجه با دشمنان نیک خوست / بسی بر نیاید که گردند دوست

حکایت در معنی صید کردن دلها باحسان

به ره در یکی پیشم آمد جوان / به تگ در پیش گوسفندی دوان
بدو گفتم این ریسمان ست و بند / که می آرد اندر پیت گوسفند
سبک طوق و زنجیر ازو باز کرد / چپ و راست پوییدن آغاز کرد
به ره همچنان در پیش می دوید / که جو خورده بود از کف مرد و خوید
چو باز آمد از عیش و بازی بجای / مرا دید و گفت ای خداوند رای
نه این ریسمان می برد با منش / که احسان کمندیست در گردنش
به لطفی که دیدست پیل دمان / نیارد همی حمله بر پیلبان
بدان را نوازش کن ای نیک مرد / که سگ پاس دارد چو نان تو خورد

حکایت دختر حاتم در روزگار پیغمبر علیه الصلوٰة والسلام

شنیدم که طی در زمان رسول / نکردند منشور ایمان قبول
فرستاد لشکر بشیر و نذیر / گرفتند از ایشان گروهی اسیر
بفرمود کشتن به شمشیر کین / که ناپاک بودند و ناپاک دین
زنی گفت من دختر حاتمم / بخواهید ازین نامور حاکمم
کرم کن بجای من ای محترم / که مولای من بود ز اهل کرم

بفرمان پیغمبر پاک رائے　　کشادند زنجیرش از دست و پائے

دران قوم باقی نہادند تیغ　　کہ رانند سیلاب خون بے دریغ

بزاری بشمشیر زن گفت زن　　مرا نیز با جملہ گردن بزن

مروت نہ بینم رہائی ز بند　　بہ تنہائی و یارانم اندر کمند

ہمے گفت گریاں بر آواز طے　　بہ سمع رسول آمد آواز وے

بنجشیدش آن قوم و دیگر عطا　　کہ ہرگز نہ کرد اصل و گوہر خطا

حکایت در آزادمردی حاتم و ذکر پادشاہ اسلام

ز بنگاہ حاتم یکے پیر مرد　　طلب دہ درم سنگ فانیذ کرد

ز راوی چنین یاد دارم خبر　　کہ پیشش فرستاد تنگ شکر

زن از خیمہ گفت این چہ تدبیر بود　　ہمان دہ درم حاجت پیر بود

شنید این سخن نام بردار طے　　بخندید و گفت اے دلارام حے

گر او در خور حاجت خویش خواست　　جوانمردی آل حاتم کجاست

چو حاتم بہ آزاد مردی دگر　　ز دوران گیتی نیامد مگر

ابوبکر سعد آن کہ دست نوال　　نہد ہمتش بر دہان سوال

رعیت پناہا دلت شاد باد　　بہ سعیت مسلمانی آباد باد

سرافراز این خاک فرخندہ بوم　　ز عدلت بر اقلیم یونان و روم

چو حاتم اگر نیستے فرّ وے　　نبردے کس اندر جہان نام طے

ثنا ماند ازان نامور در کتاب ترا هم ثنا ماند و هم ثواب
کہ حاتم بدان نام و آوازہ خواست ترا سعی و جهد از براے خداست
تکلف بر مرد درویش نیست وصیت همین یک سخن بیش نیست
کہ چندان کہ جهدت بود خیر کن ز تو خیر ماند ز سعدی سخن

حکایت در حلم پادشاہان

یکے را خرے در گل افتادہ بود ز سوداش خون در دل افتاد بود
بیابان و باران و سرما و سیل فرو ہشتہ ظلمت بر آفاق ذیل
ہمہ شب درین غصہ تا بامداد سقط گفت و نفرین و دشنام داد
نہ دشمن برست از زبانش نہ دوست نہ سلطان کہ آن بوم و برزان اوست
قضا شاہ کشور یکے نام جوے بہ نخچیر گہ بد بہ چوگان و گوے
شنید آن سخن ہاے دور از صواب نہ صبر شنیدن نہ روے جواب
نگہ کرد سالار اقلیم و دید کہ بر پشتہ ماجراے شنید
تلک شرگین در خشم بنگریست کہ سوداے این بر من از بهر چیست
یکے گفت شاہا بہ تیغش بزن کہ نگذاشت کس را نہ دختر نہ زن
نگہ کرد سلطان عالی محل خودش در بلا دید و خر در وحل
ببخشید بر حال مسکین مرد فرو خورد خشم سخن ہاے سرد
زرش داد و اسپ و قبا پوستین چہ نیکو بود مہر در وقت کین

یکے گفتش اے پیر بے عقل و ہوش | عجب رستی از عقل گفتا خموش
اگر من بنالیدم از درد خویش | وے انعام فرمود در خورد خویش
بدی را بدی سہل باشد جزا | اگر مردی احسن الی من اسا

حکایت توانگر سفلۂ و درویش صاحبدل

شنیدم کہ مغرورے از کبر مست | در خانہ بر روے سائل ببست
بہ کنجے فرو ماندہ بنشست مرد | جگر گرم و آہ از تف سینہ سرد
شنیدش یکے مرد پوشیدہ چشم | بگفتا چہ ورتابت آورد و خشم
فرو گفت و بگریست بر خاک کوے | جفائے کزان شخصش آمد بروے
بگفت اے فلان ترک آزار کن | یک امشب بنزد من افطار کن
بخلق و فریبش گریبان کشید | بہ منزل در آوردش و خوان کشید
بر آسود درویش روشن نہاد | بگفت ایزدت روشنائی دہاد
شب از نرگسش قطرہ چندے چکید | سحر دیدہ برکرد و دنیا بدید
حکایت بشہر اندر افتاد و جوش | کہ بے دیدۂ دیدہ برکرد دوش
شنید این سخن خواجۂ سنگ دل | کہ برگشت درویش از و تنگدل
بگفتا حکایت کن اے نیک بخت | کہ چون سہل شد بر تو این کار سخت
کہ برکرد این شمع گیتی فروز | بگفت اے ستمگارہ آشفتہ روز
تو کوتہ نظر بودی و سست رائے | کہ مشغول گشتی بہ جغد از ہمائے

بروے من این در کسے کرد باز ‏ ‏ ‏ که کردی تو بر روے او در فراز
اگر بوسه بر خاک مردان زنی ‏ ‏ ‏ بمردی که پیشت آید روشنی
کسانے که پوشیده چشم دل اند ‏ ‏ ‏ همانا کزین توتیا غافل اند
چو برگشته دولت ملامت شنید ‏ ‏ ‏ سر انگشت حسرت بدندان گزید
که شهباز من صید دام تو شد ‏ ‏ ‏ مرا بود دولت بنام تو شد
کسے چون بدست آورد جرّه باز ‏ ‏ ‏ فرو برده چون موش دندان آز

گفتار اندر دلداری خلقے تا برسند باهل دلے

الا گر طلبگار اهل دلی ‏ ‏ ‏ ز خدمت مکن یک زمان غافلی
خورش ده بدراج و کبک و حمام ‏ ‏ ‏ که یک روزت افتد همائے بدام
چو هر گوشه تیر نیاز افگنی ‏ ‏ ‏ امیدست ناگه که صیدے کنی
دُرے هم بر آید ز چندیں صدف ‏ ‏ ‏ ز صد چوبه آید یکے بر هدف

گفتار اندر نظر در صنع باری تعالے

شب از بهر آسایش تست و روز ‏ ‏ ‏ مه روشن و مهر گیتی فروز
سپهر از برائے تو فراش وار ‏ ‏ ‏ همے گسترانند بساط بهار
اگر باد و برف ست و باران و میغ ‏ ‏ ‏ وگر رعد چوگان زند برق تیغ
همه کارداران فرمان برند ‏ ‏ ‏ که تخم تو در خاک می پرورند

دگر تشنه مانی ز سختی مجوش　　که سقائے ابر آبت آرد بدوش
ز خاک آورد رنگ و بوے و طعام　　تماشاگہ دیدہ و مغز و کام
عسل دادت از نحل و منّ از ہوا　　رطب دادت از نخل و نخل از نوا
ہمہ نخلبنداں بخایند دست　　ز حیرت کہ نخلے چنیں کس نہ بست
خور و ماہ و پروین برائے تواند　　قنادیل سقف سرائے تواند
ز خارت گل آورد و از نافہ مشک　　زر از کان و برگ تر از چوب خشک
بدست خودت چشم و ابرو نگاشت　　کہ محرم باغیار نتوان گذاشت
توانا کہ آن نازنین پرورد　　بہ الوان نعمت چنین پرورد
بجان گفت باید نفس بر نفس　　کہ شکرش نہ کار زبان ست و بس
خدایا دلم خون شد و دیدہ ریش　　کہ می بینم انعامت از گفت بیش
نگویم دد و دام و مور و سمک　　کہ فوج ملائک بر اوج فلک
ہنوزت سپاس اندکے گفتہ اند　　ز بیور ہزاراں یکے گفتہ اند
برو سعدیا دست و دفتر بشوے　　براہے کہ پایاں ندارد مپوے

گفتار اندر غنیمت شمردن قوت جوانی پیش از ضعفِ پیری

جوانا رہ طاعت امروز گیر　　کہ فردا جوانی نیاید ز پیر
فراغِ دلت ہست و نیروے تن　　چو میدان فراخ ست گوے بزن
من ایں روز را قدر نشناختم　　بدانستم اکنون کہ در باختم

قضا روزگارے زمن در ربود — کہ ہر روزے از وے شب قدر بود
چہ کوشش کند پیر خر زیر بار — تو میرو کہ بر باد پائی سوار
شکستہ قدح گر بہ بندند چست — نیاورد خواہد بہائے درست
کنون کاوفتادت بغفلت ز دست — طریقے ندارد بجز یار بست
کہ گفتت بہ جیحوں در انداز تن — چوں افتاد ہم دست و پائے بزن
بغفلت بدادی ز دست آب پاک — چہ چارہ کنوں جز تیمم بخاک
چو از چابکان در دویدن گرد — نبردی ہم افتان و خیزان برو
گر آن باد پایان برفتند تیز — تو بے دست و پاے از نشستن بخیز

انتخاب از شاہنامۂ فردوسی

نبرد رستم با سُہراب

بآوردگہ رفت و نیزہ گرفت ‌ ‌ ‌ ہمی ماند از گفت مادر شگفت

یکے تنگ میدان فرو ساختند ‌ ‌ ‌ بکوتاہ نیزہ ہمی باختند

نماند ایچ بر نیزہ بند و سنان ‌ ‌ ‌ بچپ باز بُردند ہر دو عنان

بشمشیر ہندی در آویختند ‌ ‌ ‌ ہمیں زآہن آتش فرو ریختند

بزخم اندروں تیغ شد ریز ریز ‌ ‌ ‌ چہ زخمے کہ پیدا کند رستخیز

گرفتند از آن پس عمود گران ‌ ‌ ‌ ہمی کوفتند آن بر این این بر آن

ز نیرو عمود اندر آمد بخم ‌ ‌ ‌ چمان باد پایان و گردان دژم

ز اسپان فرو ریخت برگستوان ‌ ‌ ‌ زرہ پارہ شد بر میان گوان

فرو ماند اسپ و دلاور ز کار ‌ ‌ ‌ یکے را نہ بد دست و بازوش یار

تن از خوے پر آب و دہاں پر ز خاک ‌ ‌ ‌ زبان گشتہ از تشنگی چاک چاک

یک از دیگر استاد آنگاہ دور ‌ ‌ ‌ پُر از درد باب و پر از رنج پُور

بدل گفت رستم کہ ہرگز نہنگ ‌ ‌ ‌ ندیدم کہ آید بدینساں بجنگ

مرا خوار شد جنگ دیو سپید ‌ ‌ ‌ ز مردی شد امروز دل ناامید

فردوسی
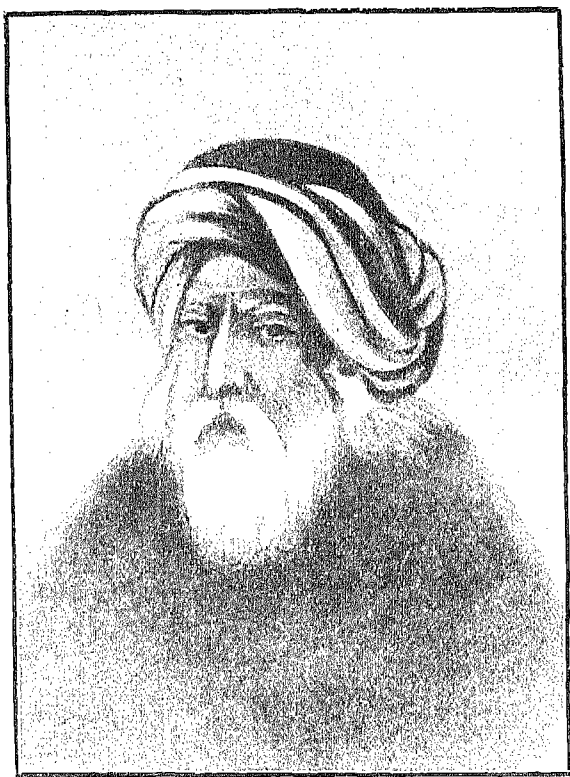
زدست یکے تا سپرده جہان ۔ نہ گردے نہ نام آورے از مہان
بسیری رسانیدم از روزگار ۔ دو لشکر نظاره بدیں کارزار
چو آسوده شد پارهٔ ہر دو مرد ۔ ز آزار جنگ وز ننگ و نبرد
بزه بر نہادند ہر دو کمان ۔ یکے سالخورده دگر نو جوان
زره بود خفتان و بر ببیان ۔ ز کلک و ز پیکان نیامد زیان
بہم تیر باران نمودند سخت ۔ تو گوئی فرو ریخت برگ درخت
غمیں شد دل ہر دو از یکدگر ۔ گرفتند ہر دو دوال کمر
تہمتن اگر دست بردے بسنگ ۔ بکندے سیہ سنگ را روز جنگ
بزور از زمیں کوه بر داشتے ۔ گران سنگ را موم پنداشتے
کمر بند سہراب را چاره کرد ۔ کہ از زین بجنباند اندر نبرد
میان جوان را نہ بد آگہی ۔ بماند از ہنر دست رستم تہی
فرو داشت دست از کمر بند او ۔ شگفتی فرو ماند از بند او
دو شیر اوژن از جنگ سیر آمدند ۔ تبہ گشتہ و خستہ دیر آمدند
دگر باره سہراب گرز گران ۔ ز زیں برکشید و بیفشرد ران
بزد گرز و آورد کتفش بدرد ۔ بہ پیچید و درد از دلیری بخورد
بخندید سہراب و گفت اے سوار ۔ بزخم دلیران نۂ پا بدار
بزیر اندرت رخش گوئی خراست ۔ دو دست سوار از ہمہ بدتراست
مرا رحمت آید ہمی بر ز دل ۔ کہ از خونت آغشتہ گشتست گل

بدو گفت رستم که شد تیره روز　　چو پیدا کند تیغ گیتی فروز
بکشتی بگیریم فردا پگاه　　ببینیم تا بر که گرید سپاه
برفتند و روی هوا تیره گشت　　ز سهراب گردون همی خیره گشت
تو گفتی ز جنگش سرشت آسمان　　نیاساید از تاختن یک زمان
دگر باره زیر اندرش آهن است　　شگفتی روانست و رویین تن است
شب تیره آمد سوی لشکرش　　میان سوده از جنگ وز آهن سرش

کشتی گرفتن رستم و سهراب و رهائی یافتن رستم از و بچاره

چو خورشید رخشان بگسترد پر　　سیه زاغ پران فرو برد سر
تهمتن بپوشید ببر بیان　　نشست از بر اژدهای دمان
بیامد بدان دشت آوردگاه　　نهاده ز آهن به سر بر کلاه
وزان روی سهراب با انجمن　　ببزم اندرون بود با رود و زن
بهومان چنین گفت کاین شیرمرد　　که با من همین گردد اندر نبرد
ز بالای من نیست بالاش کم　　برزم اندرون دل ندارد دژم
بر و کتف و یالش بمانند من　　تو گوئی که داننده برزد رسن
ز پای و رکیبش همی مهر من　　بجنبد بشرم آورد چهر من
نشانهای مادر بیابم همی　　بدل نیز لختی بتابم همی
گمانی برم منکه او رستم است　　که چون او نبرده بگیتی کم است

نباید کہ من با پدر جنگجو　　شوم خیرہ رو اندر آرم بدو
ز داوار گردم بسے شرمناک　　سپہ رو روم از سرِ تیرہ خاک
نباشد امید سرائے دگر　　نباید کہ رزم آورم با پدر
بدو گفت ہومان کہ در کار زار　　رسیداست رستم بمن چند بار
بدین رخش ماند ہمی رخش او　　ولیکن ندارد پئے و پخش او
بپوشید سہراب خفتان رزم　　سرش پر ز رزم و دلش پر ز بزم
بیامد خروشان بدان دشت جنگ　　بچنگ اندرون گرزۂ گاو رنگ
ز رستم بپرسید خنداں دو لب　　تو گفتی کہ با او بہم بود شب
کہ شب چوں بدی روز چوں خاستی　　بہ پیکار دل بر چہ آراستی
ز کف بفگن این تیر و شمشیر کین　　بزن جنگ بیداد را بر زمین
نشینیم ہر دو پیادہ بہم　　بہ مے تازہ داریم روے دژم
بہ پیش جہاندار پیمان کنیم　　دل از جنگ جستن پشیماں کنیم
ہماں تا کسے دیگر آید بہ رزم　　تو با من بساز و بیارائے بزم
دل من ہمی بر تو مہر آورد　　ہمی آب شرمم بچہر آورد
ہمانا کہ داری ز گرداں نژاد　　کنی پیش من گوہر خویش یاد
ز نامِ تو گردم بسے جستجو　　نگفتند با من تو با من بگو
ز من نام پنہاں نبایدت کرد　　چو گشتی تو با من کنوں ہم نبرد
مگر پور دستانِ سام یلی　　گزین نامور رستم زابلی

بدو گفت رستم کہ اے نامجوے — نکردیم ہرگز چنیں گفتگوے

زکشتی گرفتن سخن بود دوش — نگیرم فریب تو زین در مکوش

بدو گفت سہراب کاے مرد پیر — چرا نیست پندے منت جا بگیر

مرا آرزو بد کہ بر بسترت — برآید بہنگام ہوش از برت

اگر ہوش تو زیر دست منست — بفرمانِ یزداں برآرم ز دست

زاسپان جنگی فرود آمدند — ہشیوار با گبر و خود آمدند

ببستند بر سنگ اسپ نبرد — برفتند ہر دو رواں پر ز درد

چو شیران بکشتی بر آویختند — زتنہا خوی و خون ہمی ریختند

بزد دست سہراب چوں پیل مست — چو شیر دمندہ زجا در بجست

کمر بند رستم گرفت و کشید — زبس زور گفتی زمیں بر درید

برستم در آویخت چوں پیل مست — برآوردش از جاے و بنہاد پست

یکے نعرہ برزد پر از خشم و کیں — بزد رستم شیر را بر زمیں

نشست از بر سینۂ پیلتن — پر از خاک چنگال روی و دہن

بکردار شیرے کہ بر گورِ نر — زند دست گور اندر آید بسر

یکے خنجر آبگوں برکشید — ہمی خواست از تن سرش را برید

نگہ کرد رستم باواز گفت — کہ این راز باید کشاد از نہفت

بسہراب گفت اے یل شیر گیر — کمند افگن و گرز و شمشیر گیر

دگر گونہ این باشد آئین ما — جز این باشد آرایش دین ما

کسی کو بکشتی نبرد آورد — سر مهتری زیر گرد آورد
نخستین که پشتش نهد بر زمین — نبرّد سرش گرچه باشد بکین
اگر بار دیگرش زیر آورد — بافگندنش نام شیر آورد
روا باشد ار سر کند زو جدا — بدین گونه بر باشد آیین ما
بدین چاره از چنگ نر اژدها — همی خواست یابد ز کشتن رها
دلیر جوان سر بگفتار پیر — بداد و نبود آن سخن جایگیر
یکی از دلیری دوم از زمان — سوم از جوانمردیش بیگمان
رها کردش از دست و آمد بدشت — بدشتی که بر پیشش آهو گذشت
همی کرد نخچیر و یادش نبود — از آنکس که با او نبرد آزمود
چو رستم ز چنگ وی آزاد گشت — بسان یکی کوه پولاد گشت
خرامان بشد سوی آب روان — چو جان رفته کو باز یابد روان
بخورد آب و روی و سر و تن بشست — به پیش جهان آفرین شد نخست
بزمزم بنالید بر بی نیاز — نیایش همی کرد بر چاره ساز
شنیدم که رستم ز آغاز کار — چنان یافت نیرو ز پروردگار
که گر سنگ را او بسر بر شدی — همی هر دو پایش بدو در شدی
از آن زور پیوسته رنجور بود — دل او از آن آرزو دور بود
بنالید بر کردگار جهان — بزاری همی آرزو کرد آن
که لختی ز زورش ستاند همی — که رفتن به ره بر تواند همی

بدان سان که از پاک یزدان بخواست / ز نیروے آن کوه پیکر بکاست

چو باز آنچنان کار پیش آمدش / دل از بیم سهراب ریش آمدش

بہ یزداں بنالید کاے کردگار / بدین کار این بنده را پاسدار

همان زور خواهم کز آغاز کار / مرا دادی اے پاک پروردگار

بدو باز داد آنچنانش که خواست / بیفزود در تن هر آنچش بکاست

وز آن آب خورشد بجاے نبرد / پر اندیشه بودش دل و روے زرد

همی تاخت سهراب چون پیل مست / کمند بباز و کمانے بدست

گرازان و چون شیر نعره زنان / سمندش جهان و جهان را کنان

بران گونه رستم چو او را بدید / عجب ماند و روے همی بنگرید

ز پیکارش اندازها برگرفت / غمیں گشت و زو ماند اندر شگفت

چو سهراب باز آمد او را بدید / ز باد جوانی دلش بر دمید

چو نزدیک تر شد بدو بنگرید / مر او را بدان فر و آن زور دید

چنین گفت کاے رسته از چنگ شیر / چرا آمدی باز نزدم دلیر

چرا آمدی باز پیشم بگوے / سوے راستی خود نداری تو روے

همانا که از جان تو سیر آمدی / که در جنگ شیران دلیر آمدی

دو بارت اماں دادم از کارزار / بہ پیریت بخشیدم اے نامدار

چنین داد پاسخ بدو پیلتن / که اے نامور گرد لشکر شکن

نگویند زینگونه مردان مرد / همانا جوانی ترا غره کرد

به بینی که این پیر مرد دلیر / چه آید برو سے تو اے نرّہ شیر

کشته شدن سهراب بدستِ رستم

دگر باره اسپاں به بستند سخت / بسر بر همی گشت بدخواه بخت
بکشتی گرفتن نهادند سر / گرفتند هر دو دوالِ کمر
غمیں گشت رستم بیازید چنگ / گرفت آں سر و بال جنگی پلنگ
خم آورد پشت دلاور جواں / زمانه سرآمد نبودش تواں
زدش بر زمیں بر بکردار شیر / بدانست کو هم نماند بزیر
سبک تیغ تیز از میاں برکشید / بر پور بیدار دل بر درید
بپیچید ازاں پس یکے آه کرد / زنیک و بد اندیشه کوتاه کرد
بدو گفت کایں بر من از من رسید / زمانه بدستِ تو دادم کلید
نشاں داد مادر مرا از پدر / زمهر اندر آمد روانم بسر
همی جستمش تا به بینمش رو / چنیں جان بدادم دریں آرزو
دریغا که رنجم نیامد بسر / ندیدم دریں هیچ روے پدر
کنوں گر تو در آب ماهی شوی / و یا چوں شب اندر سیاهی شوی
و گر چوں ستاره شوی بر سپهر / ببری ز روے زمیں پاک مهر
بخواهد هم از تو پدر کین من / چو بیند که خشت است بالین من
ازاں نامداران گردن کشاں / کسے هم برد سوے رستم نشاں

که سهراب کشته است وافگنده خوار	همی خواست کردن ترا خواستار
چو بشنید رستم سرش خیره گشت	جهان پیش چشم اندرش تیره گشت
همی بی تن و تاب و بی توش گشت	بیفتاد از پای و بیهوش گشت
بپرسید از آن پس که آمد بهوش	بدو گفت با نالهٔ و با خروش
بگو تا چه داری ز رستم نشان	که گم باد نامش ز گردنکشان
که رستم منم گم بماناد نام	نشیناد بر ماتمم پور سام
بزد نعرهٔ و خونش آمد بجوش	همی کند موی و همیزد خروش
چو سهراب رستم بد انسان بدید	بیفتاد و هوش از سرش بر پرید
بدو گفت گر زانکه رستم توئی	بکشتی مرا خیره بر بدخوئی
ز هر گونه بودم ترا رهنمای	نجنبید یک ذره مهرت ز جای
کنون بند بگشای از جوشنم	برهنه ببین این تن روشنم
ببازوم بر مهرهٔ خود نگر	ببین تا چه دید این پسر از پدر
چو برخاست آواز کوس از درم	بیامد پر از خون دو رخ مادرم
همی جانش از رفتن من بخست	یکی مهره بر بازوی من ببست
مرا گفت کاین از پدر یادگار	بدار و ببین تا کی آید بکار
کنون کارگر شد که بیکار گشت	پسر پیش چشم پدر خوار گشت
چو بگشاد خفتان و آن مهره دید	همی جامه بر خویشتن بر درید
همی گفت کای کشته بر دست من	دلیر و ستوده بهر انجمن

ہمی ریخت خون و ہمی کند موے   سرش پر ز خاک و پُر از آب روے
بدو گفت سہراب کین بدتریست   بآب دو دیدہ نباید گریست
ازین خویشتن کشتن اکنون چہ سود   چنین رفت و این بودنی کار بود
پسے روز را دادہ بودم نوید   پسے کردہ بودم زہر در امید
بگفتم اگر زندہ بینم پدر کو   بگیتی نمانم یکے تاجور
چہ دانستم اے پہلوے نامور   کہ باشد روانم بدست پدر
درین دژ دلیرے ببند شست   گرفتار خم کمند شست
پسے ز نشانِ تو پرسیدہ ام   ہمہ بر خیال تو در دیدہ ام
جز آن بود یکسر سخنہاے او   ازو باز ماند تہی جاے او
چو گشتم ز گفتار او نا امید   شدم لاجرم تیرہ روز سفید
نشانے کہ بُد دادہ مادر مرا   ندیدم نہ بد دیدہ باور مرا
چنینم نوشتہ بد اختر بسر   کہ من کشتہ گردم بدست پدر
چو برق آمدم رفتم اکنون چو باد   بمینو مگر بینمت باز شاد

انتخاب از کلیات شیخ علی حزین

در صفت مملکت بہشت نشان ایران

بہشتِ برین ست ایران زمین — ببسیطش سلیمان شان رانگیں
بہشت برین باد جاں را وطن — مبادا نگین در کفِ اہرمن
بود تا با فلاک تابندہ ہور — ز بوم و برش چشم بد باد دور
کسے کو بہ بینش بود دیدہ ور — جہاں را صدف داند ایراں گہر
زمین سرخوش از ابر نیسان اوست — گہر خاک ریگ بیابان اوست
دماغ خرد از ہوایش پرست — نم چشمہ ساران او کوثر است
نظر در تماشاے آن بوم و بر — بود چشم یعقوب و روے پسر
ہوایش مے ناب ہشیار دل — کبابش غزالان چین و چگل
خرد بزدلے گر بویرانہ اش — کند دلبری خاک مردانہ اش
کہن قلعہایش چو حصن فلک — کبوتر مثالان بہ برجش ملک
سوادش بود دیدۂ روزگار — یک از خانہ زاداں او نوبہار
گر از فخر نالہ بگیہاں کم است — کہ اصطخر او تختگاہ جم است
فریدون یک از خوشہ چینان اوست — سلیمان ہم از خوش نشینان اوست

بود لرزه در کشورِ روم و روس ز روزیکه می کوفت کاؤس کوس
کہین کاخش ایوان کیخسرو یست کہین طاق او غرفۂ کسرویست
دہد بے ستونش ز فرہاد یاد ہماں کار پرواز عشق اوستاد
بود غنچۂ لالہ در حساب بداماں الوند او آفتاب
دہد جوے شیرش ز شیرین نشان شکر خیز خاکش بود اصفہاں

در توصیف دار السلطنت اصفہان

گرامی ترین عضو انسان دل ست سوادِ جہان را صفاہان دل ست
سعنبر ز سینش بہ مینو زند اساسش با فلاک پہلو زند
مشام از شمیمش مروح نشان نسیمش بفردوس دامن فشان
یکے از دل افتاد گالش حرم ز گلخن نشینان کویش ارم
ز خاکش نخیزد غبار خطے کہ از سبزہ دارد بہار خطے
گذشت ست ہر برج اوز آسمان چو مستانہ میخانہ لیس سرگراں
دراں بارہ نظارہ ماند ز تنگ فرازش سماک و نشیبش سمک
حصارے بود در حصارش سپہر یکے ذرہ در عرصہ اش ماہ و مہر
بدیدے اگر سدّ زاینده رود سکندر تخجل از سد خویش بود
اگر تر کند خضر ازان آب لب سکندر کند در دل خاک تب
بلش لجہ پیمائے پایندگی ست کہ ہر چشمہ اش چشمۂ زندگی ست

طرب خیز خاکش روان پرورد — هوایش مسیحا و مان پرورد
بهر کوچه او دو صد کشورست — که شهرے بهر خانهٔ او درست
زخاک رهش سرمهٔ مردمک — برو دیدهٔ روشنان فلک
تماشائے هر قصر عالیجناب — فگنده کلاه از سر آفتاب
بهر کلبه هر حجرهٔ و هر رواق — بموزونی و دلپذیریست طاق
بچشمیکه سروش بود جلوه گر — ز بالا بلندان بپوشد نظر
گلشش چون بهار تماشا شود — تماشا بصد شیوه شیدا شود
چنارش که چون صوفیان ست مست — فشاند بکونین از وجد دست
ز تر میوه هاے لطافت سرشت — بباغش توان یافت کام از بهشت
جهان جوست آن خاک فیروزمند — بود مصر در هر دهش شهر بند
بهر گام او سلسبیلے سبیل — بجا خشک ماند ازان خاک نیل
اساسش نگردد ز دوران خراب — گرفت ست گل عدل و دادش در آب

در صفت خاموشی گوید

ترا تا نباشد گرانمایهٔ — به از خامشی نیست پیرایهٔ
نداری زبان سخن گستری — چرا مستمع را جگر مے خوری
بگفتار ضایع مکن خویش را — مشوران دل حکمت اندیش را
حزین را چه گفتار در شان بس ست — سخن کار کلک زبان دان بس ست

خمش کن کہ گوہر شناسندہ نیست　　بہائے خزف ریزہ و در یکیست
سرایندہ خواہد نیوشندۂ　　تو بیہودہ تا چند کوشندۂ
زدانندہ کم گفتن اکنون نکوست　　جہان پر ز نادان بسیار گوست
گذشتند یاران سخن گرائے　　چو رہرو نہ بینی مجنبان درائے

نہفتن سخن را ز نابخردان
صوابست مگشائے بیجا زبان

انتخاب از مثنوی مولانا روم

اخلاص عمل

از علی اموز اخلاص عمل　　شیر حق را دان مطہّر از دغل
در غزا بر پہلوانے دست یافت　　زود شمشیری برآورد و شتافت
تا جدا گرداندش سر از بدن　　او ز غصہ زد برو آب دہن
چون خدو انداخت بر روی علیؑ　　افتخار ہر نبی و ہر ولی
ذوالفقار انداخت از دست و نشست　　ترک قتلش کرد و شد از ذوق مست
گشت حیران آن مبارز زین عمل　　از نمودن عفو و رحمت بیمحل
گفت بر من تیغ تیز افراشتی　　از چہ افگندی چرا بگذاشتی

گفت من تیغ از پے حق میزنم　　بندۂ حقم نہ مامور تنم
شیر حقم نیستم شیر ہوا　　فعل من بر دین من باشد گوا

انتخاب از مثنوی تحفة الاحرار ملا عبد الرحمن جامی

محویت

شیر خدا شاہ ولایت علی　　صیقلی شرک خفی و جلی
روز احد چوں صف ہیجا گرفت　　تیر مخالف بہ تنش جا گرفت
غنچۂ پیکاں نہ گل او نہفت　　صد گل راحت ز گل او شگفت
روے عبادت سوے محراب کرد　　پشت برا و بر سر اصحاب کرد
خنجر الماس چو بیند آختند　　چاک بہ تن شکل گل انداختند
غرق بخوں غنچۂ زنگار گون　　آمد ازاں گلشن رحشاں برون
گلگل خونش بمصلا چکید　　گفت چو فارغ ز نماز آن بدید
این ہمہ گل چیست تہ پاے من　　ساختہ گلزار مصلاے من
صورت حالش چو شود بدر باز　　گفت کہ سوگند بدانا ے راز
کز الم زخم ندارم خبر　　گرچہ ز من نیست خبر دار تر
طائر من سدرہ نشین شد چہ باک　　گرچہ شدم تن چو قفس چاک چاک
جامی از آلائش تن پاک شو　　در قدم پاک رواں خاک شو

انتخاب از منظومات جدیدۂ ایران

تشویق علم

ہر آنکو از دل و جان ساعی فن و ہنر گردد
باندک فرصتی از علم و عرفان بہرہ ور گردد

نہال قامتی کو خورد آب از چشمۂ عرفان
یقین در عرصۂ گیتی چو نخل پر ثمر گردد

ہر آن طفلے سعادت مند شامل در معارف شد
بود آخر کہ او بہتر و یا مثل پدر گردد

تو اے ابن وطن این کیمیاے علم حاصل کن
کہ از وے این مس قلب وجودت ہمچو زر گردد

نشان نخل سبز در مزرع دل اے عزیز من
کہ تا او سایہ افگن در وطن با بیخ و بر گردد

جہالت حنظلے باشد بکن از مزرعت دور ش
نشان نخل سبز گزدی دہانت پر شکر گردد

صفا از صیقل عرفان نما زنگ جہالت را
کہ لوح سینہ ات را انوار ایمان بیشتر گردد

بآب معرفت جانا اگر دائم وضو سازی
بہ پیش خلق عالم حسن خلقت خوب تر گردد

کسے را در جہاں گر بہرۂ از علم و حکمت نیست
چو حیوان باشد او کز وصف انسان دور گردد

باصلاح وطن ہر کو نخواند نسخۂ دانش
گماں کے می برم او باخبر از خیر و شر گردد

باخبار وطن دایم غفوری نشر کن شعرت
مگر روزے قبول خاطر اہل نظر گردد

حسن اخلاق

اے برادر نکتہ میگویمت گیرش بگوش
دور باش از مردم گندم نمائے جو فروش

بار یار طاعت مکن کز این عبادت بہتر است
بہ در حق توبہ و عجز و نیاز می فروش

گر ترا رنجے رسد یا غم رضا دہ بر قضا
نفع نبود گر کنی ہر چند فریاد و خروش

شکر گو بر نعمت ایماں و بر رزق حلال
رزق را در راہ حق چیزے بدہ چیزے بنوش

چشم خود را پوش از عیب و گناہ مردماں
تا ترا بخشد خدائے جرم بخش عیب پوش

حاجت خود را چو آرد با تو کس بہر خدا
در ادائے حاجتش با قدرتت باشد بکوش

باش بکشادہ جبین و نیک خلق و جود کیش
خاصہ با حباب دائم غمگسار و گرم جوش

وعدۂ چیزے مکن با کس چو کردی لاجرم
چون نماز فرض کش بار وفایش را بدوش

چون روی در محفلے اندر مقام خود نشین
تا نہ بر سد از تو کس باش از سخنگوئی خموش

گرد چار جاہلی گردی سلامش گوی وبس | ہرچہ گوید در جواب حرف او ساز گوش
بگذر و دامن فراہم کردہ از آب و لجن | ہر کرا پروردگارش دادہ باشد عقل و ہوش
ہر کرا شیر احمدا توفیق حق باشد نصیب | این نصیحت میرسد گوش دلش را از سروش

سہ برادر

ما سہ گلچہر و سرو قد پسریم | ما زیک مادر و زیک پدریم
بلبل نغمہ خوان یک گلشن | نو گل شاخسار یک شجریم
گلشن حسن را ہمین گلبن | شجر عشق را ہمین ثمریم
ہریکے میوۂ دل مادر | ہریکے نور دیدۂ پدریم
ماہ تابان آسمان ادب | شمع رخشان محفل ہنریم
گرچہ استادہ ایم پہلوی ہم | روز پیکار پشت یکدگریم
این بشمشیر و آن بنوک قلم | مصدر کار و منشاء اثریم
چون ثریا گہی بجاے مقیم | گاہ چون افتاب در سفریم
ماہ رفتیم و فتاب آئیم کہ | این میان چون ستارہ سحریم
چشم زخم زمانہ دور از ما | ما سہ تن پہلوان ناموریم
ما بدست ہنر سہ انگشتیم | دشمن خصم را یکے مشتیم

ترانهٔ وطن

سرسبز کن از سعی تو صحرای وطن را　　گر میطلبی صورت زیبای وطن را
امروز بکن خدمت فردای وطن را　　از فکر بکن دور تو سودای وطن را
زیرا وطنت چشم بکردار تو دارد
دارد بسی امید چو غمخوار تو دارد

بهبودی این خاک متعلق بمن و تست　　آبادی وی جمله متعلق بمن و تست
آری که همین حرف محقق بمن و تست　　با رخصت اگر گشت موفق بمن و تست
چون باعث آبادی اینجا من و توئیم
باید که رهٔ خوبی اورا همه جوئیم

اغیار نگر باب فنون جمله کشودند　　کشف بم و غاز بسی اشیاء بنمودند
ظاهر ز همه گوی سعادت بربودند　　بنگر که چه کردند چه آخر بنمودند
از کوشش خود ها بهوا جمله پریدند
رفتند بسر منزل مقصود رسیدند

گلزار کن از کوشش خود خاک وطن را　　شرمنده به پیشش بنما روی چمن را
آور تو میان وطنت صنعت و فن را　　گویم شنو از من تو همین جمله سخن را
بر سر تو خیال رهٔ بهبود وطن کن
از بهر وطن کار تو چو اهل زمن کن

آفتاب عالمتاب

صبح شد۔ خواہد برآید آفتاب ‏ دیدہ بمال و بیفگن رخت خواب
خیز در جائے بلندے کن قیام ‏ بر فراز کوہے یا طرف بام
کن نگہ در گنبد نیلو فری ‏ تا تماشائے عجیبے بنگری
رو بمشرق ساعتے استادہ باش ‏ جلوۂ خورشید را آمادہ باش
اولاً یک گوے زرین سر زند ‏ بعد ازان خط شعاع در زند
اندک اندک پر ضیا گردد جہاں ‏ بر و بحر و کوہ و دشت و آسمان
لطفہا بر خاک ظلمانی کند ‏ روشنی و گرمی ارزانی کند
گلبن و زرع و نخیل و مرغزار ‏ ہر یکے از فیض او پُر برگ بار
گر نتابد آفتاب پُر ضیا ‏ نے پر کاہے بپاید نے گیا
بسکہ افتادست از ما دور تر ‏ قرص خور کوچک نماید در نظر
چون زمیں طوفے کند بر گرد آں ‏ عرصۂ سالے ہمیگردد عیاں
چرخ دیگر می زند بر خور زمین ‏ تا پدید آید شب و روزے چنیں
تو ہمی بینی کہ پوید آفتاب ‏ فہم کن خود واژگوں است ایں حساب

رباعیات

شیخ علی حزین

یارائے زبان کو کہ ثنائے تو کنم   توصیف کمال کبریائے تو کنم
چیزے بہ بساط ما تہیدستان نیست   جانے کہ تو دادۂ فدائے تو کنم

نظیری

صبح است خروش بلبلان می آید   برخیز کہ سنگ در فغاں می آید
این نالۂ مرغان سحر پیغام است   کز بیداران بخفتگان می آید

امامی خلجانی

با خلق خدا سخن بشیرینی کن   اظہار نیاز و عجز و مسکینی کن
تا بر سر دیدہ جا دہندت مردم   چون مردم دیدہ ترک خود بینی کن

متین

گر بہر رفاہ خلق کوشی مردی   در جوش غضب گر بخروشی مردی
مردی نہ بود پوشش خفتان در جنگ   عیب دگران اگر بپوشی مردی

سعدی

از دست مدہ صورت احسان پدر   تا برخوری از عمر ز فرمان پدر
جان پدرت دران جہان می گوید   زنہار مکن خلاف اے جان پدر

عمر خیام

عمر خیّام

(۱)
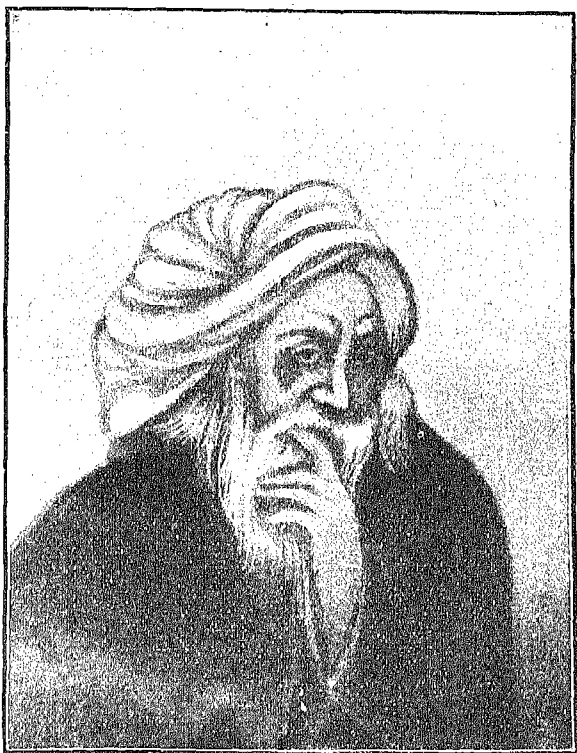
بیگانہ اگر وفا کند خویش من است ور خویش جفا کند بد اندیش من است
گر زہر موافقت کند تریاق است ور نوش مخالفت کند نیش من است

(۲)

گر روے زمین بجملہ آباد کنی چندان نبود کہ خاطرے شاد کنی
گر بندہ کنی بلطف آزادے را بہتر کہ ہزار بندہ آزاد کنی

(۳)

من بندۂ عاصیم رضاے تو کجاست؟ تاریک دلم نور صفاے تو کجاست؟
مارا تو بہشت اگر بطاعت بخشی این مزد بود لطف و عطاے تو کجاست؟
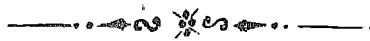
کاغذ کتاب ۳۰ × ۲۰ = ۲۸ پونڈ وہائٹ پرنٹنگ
کاغذ کور ۳۰ × ۲۰ = ۶۰ پونڈ

باہتمام پنڈت بشمبر ناتھ بھارگو۔ اسٹینڈرڈ پریس الہ آباد میں چھپا